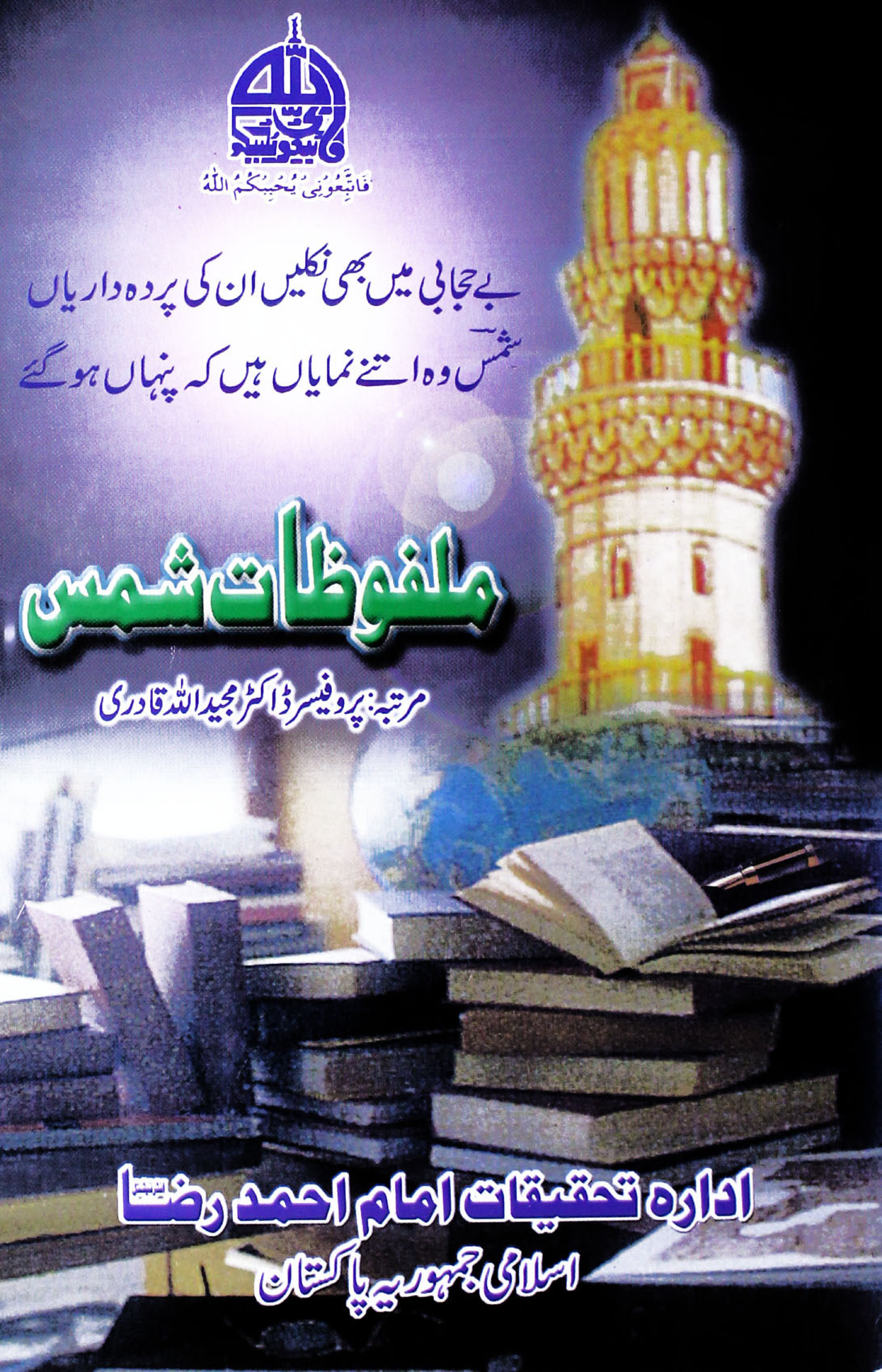
فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ
بے حجابی میں بھی نکلیں ان کی پردہ داریاں
شمسؔ وہ اتنے نمایاں ہیں کہ پنہاں ہو گئے
ملفوظات شمس
مرتبہ: پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری
ادارہ تحقیقات امام احمد رضا
اسلامی جمہوریہ پاکستان

Marfat.com

ملفوظات شمس

مرتبہ

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

(سابق صدر شعبۂ ارضیات وچیئرمین شعبہ پیٹرولیم جامعہ کراچی)

ناشر

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل

آفس:25 جاپان مینشن، ریگل چوک، صدر کراچی،(74400)، پوسٹ بکس نمبر 489

فون:021-7725150، فیکس:021-7732369، E.mail:marifraza@hotmail.com

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب ----- ملفوظات شمس

مرتبہ ----- پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

مقدمہ ----- ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی

سن اشاعت ----- ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء

حروف سازی ----- شیخ ذیشان احمد قادری

نگران اشاعت ----- سید محمد خالد قادری

پروف ریڈنگ ----- حافظ محمد علی قادری

صفحات ----- ۱۱۲

پبلشرز ----- المختار پبلیکیشنز، کراچی، فون ۷۷۲۵۱۵۰-۰۲۱

ھدیہ ----- =/ روپے

ملنے کے پتے

﴿۱﴾ المختار پبلی کیشنز، 25، جاپان مینشن رضا چوک (ریگل) صدر، کراچی، فون: 7725150

﴿۲﴾ ضیاء الدین پبلی کیشنز، نزد شہید مسجد کھارادر، کراچی، فون: 2203464

﴿۳﴾ کاظمی کتب خانہ عقب جامعہ غوث اعظم دا۔ گنج بخش روڈ، رحیم یار خان، فون: 0731-71361

﴿۴﴾ سادات پبلی کیشنز، لاہور، اردو بازار، لاہور۔ 042-7352785

﴿۵﴾ مکتبہ اہلسنت برائٹ کارنر، نزد چاندنی چوک، کراچی

﴿۶﴾ مکتبہ قادریہ، برائٹ کارنر، چاندنی چوک، کراچی۔ فون: 4944672

﴿۷﴾ مکتبہ رضویہ، گاڑی کھاتہ آرام باغ، کراچی۔ فون: 2627897

﴿۸﴾ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، انفال سینٹر، اردو بازار، کراچی۔ فون: 2210212

﴿۹﴾ مکتبہ غوثیہ، پرانی سبزی منڈی، کراچی، فون: 4920110

﴿۱۰﴾ قادریہ پبلشرز، 5/A، کارابھائی کریم جی روڈ، نیا آباد، کراچی۔ فون: 7529937

Marfat.com

نعت رسول مقبول ﷺ

توقیر نطق مدحت شان محمد ﷺ است
معراج فکر شمس بیان محمد ﷺ است

تنظیم کائنات زشان محمد ﷺ است
ایں رنگ و بوئے دہر ازان محمد ﷺ است

با فرش اوست ایں ہمہ اجرام نہ فلک
گیتی نمائشے زجہان محمد ﷺ است

سوگند شہر و عمر و کلامش گواہ شد
در بارگاہ قدس چہ شان محمد است

گاہے بارض قدس و گاہے دگر بہ عرش
ایں پایہ زمان و مکان محمد ﷺ است

بے اذن پانہاد نہ در خلوت رسول
جبریل پاک مرتبہ دان محمد ﷺ است

لولاک خلعت ایست کہ زیبا بہ قد او
ما نطق مدح بیان محمد ﷺ است

تا ایں زمان بمدحت اور ہر چہ گفتہ اند
اے شمس نقطہ زبیان محمد ﷺ است

Marfat.com

نذرانہ عقیدت

بحضور شمس بریلوی عیہ الرحمہ

از مبلغِ اسلام حضرت مولانا محمد ابراہیم خوشتر صدیقی قادری

اے ادیبِ انجمن شمس الحسن شمس الحسن
اے نازشِ اہلِ وطن شمس الحسن شمس الحسن

کر گیا تابندہ نظم و نثر کے گیسو کچھ اور
تیرا یہ طرزِ سخن شمس الحسن شمس الحسن

ترجمہ ہو جائزہ ہو تیری ہر تحریر میں
ہے قلم کا بانکپن شمس الحسن شمس الحسن

لوگ باتوں میں رہے اور کام تو نے کردیا
اے خوشا تیرا چلن شمس الحسن شمس الحسن

دے گیا ملت کو احساسِ شعورِ منصبی
تیرا پاکیزہ ذہن شمس الحسن شمس الحسن

ناز کرتا ہے زمانہ تیری ہر تحریر پر
تو ہے وہ فخرِ زمن شمس الحسن شمس الحسن

نذر خوشتر ہے یہ اک جنسِ محقر بحضور
پیشِ خدمت من و عن شمس الحسن شمس الحسن

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش گفتار

حسنت باتفاقِ ملاحت جہاں گرفت

سید وجاہت رسول قادری

حضرت علامہ شمس الحسن شمس بریلوی (۱۹۱۹ء-۱۹۹۷ء) مرحوم مغفور ایک گوناگوں شخصیت کے مالک تھے۔ ان کی شخصیت کا ہر پہلو اس قدر طرحدار اور چمکدار ہے کہ ایک نشست اور محدود صفحات اس کے بیان کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ بلاشبہ وہ ایک بلند پایہ ادیب و نقاد، شاعرِ سہ زبان، (اردو فارسی، عربی) تھے اور مصنف و مؤلف بھی، وہ ایک اچھے مترجم، مقدمہ نگار، شارح اور نقاد بھی تھے اور ایک اعلیٰ محقق، مدقق اور مؤرخ بھی، تاریخ گوئی کے علاوہ ان کو علم نجوم و ہیئت اور فلسفہ میں بھی دسترس حاصل تھی اور علوم حدیث وفقہ کی طرح علم تفسیر میں بھی ان کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔ اردو فارسی اور عربی کی طرح انگریزی زبان پر بھی حاوی تھے۔ غرض کہ وہ ایک

Marfat.com

جامع العلوم شخصیت تھے۔ بایں ہمہ علم و فضل، وہ ایک پیکر خلوص و ایثار بھی تھے۔ دوستوں سے محبت کرنے والے، چھوٹوں پر شفیق اور بزرگوں کا غایت درجہ احترام کرنے والے۔ ان کا سب سے بڑا امتیاز ان کا خلوص اور اخلاق تھا، جس نے ہر خورد و کلاں کو اپنا گرویدہ بنالیا تھا۔

علامہ شمس نے یوں تو متعدد علمی موضوعات پر لکھا ہے اور خوب لکھا ہے لیکن ان کی وجہ شہرت ان کے تحریر کردہ مقدمات، تراجم، شروح اور امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ سامی پر ان کی تحقیقی نگارشات ہیں۔ ان کی نگارشات کی خصوصیات اور اسلوب تحریر کے امتیازات کے لئے ''جہان شمس'' (۱۹۹۲ء) مؤلفہ سید اسمٰعیل رضا ذبیح ترمذی (مطبوعہ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل پاکستان) کا مطالعہ مفید ہوگا۔ تصنیف و تالیف کی طرح ملفوظات بھی صاحبِ ملفوظ کی شخصیت اور اس کے علم و فضل اور روحانی مقام کے عکّاس ہوتے ہیں بایں معنی کہ وہ دقیق علمی مسائل کے بیان کرنے، اسرارِ الٰہی اور رموزِ کائنات کی تعبیر و تشریح اور ان سے پیدا شدہ اشکال کی عقدہ کشائی کی کتنی صلاحیت رکھتی ہیں۔

تاریخ دنیائے علم اس بات پر شاہد و عادل ہے اور بارہا کا مشاہدہ ہے کہ بعض نادرِ زمن علمی شخصیات کبھی کبھی اپنی نگارشات میں علم و حکمت کے وہ رموز و نکات بیان نہیں کر پاتیں جو اپنی نجی مجلسوں میں اپنے حلقۂ مخلصین و معتقدین کے درمیان بیان کر دیتی ہیں۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ اہلِ محبت کی ان مخصوص مجالس میں صاحبِ ملفوظ زیادہ یکسوئی محسوس کرتا

Marfat.com

ہواور علم وحکمت کے رموز وغوامض پر غور وخوض کے لئے اسے بے تکلف اور بلا روک ٹوک غور وفکر اور تدبر کا موقع میسر آتا ہو۔

چنانچہ ''ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت'' علیہ الرحمۃ کے جامع مفتی اعظم حضرت علامہ مولانا مفتی مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمۃ (م۱۹۸۱ء) تمہید میں اس نکتۂ نظر کی مزید تشریح فرماتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

''اہل اللہ کی زندگی اللہ تبارک وتعالیٰ کی ایک اعلیٰ عظیم نعمت ہے۔ انہیں نفوس طیبہ سے عقدۂ مالاینحل چٹکی بجاتے حل ہوتے ہیں، جنہیں کبھی ناخنِ تدبیر نہ کھول سکے، جس سے کیسا ہی مدبر ہو حیران رہ جائے، کچھ بول نہ سکے، جسے میزانِ عقل میں کوئی نہ تول سکے۔ ان کی صورت، ان کی سیرت، ان کی گفتار، ان کی پرورش، ان کی ہر ادا، ان کا ہر کردار اسرار پروردگار عزّ مجدہ کا ایک بہترین مرقع اور بولتی ہوئی تصویر ہے کہ یہ انفاس نفیسہ صفاتِ قدسیہ ہوتے ہیں، مگر بحوائے ''کل شیٔ ھالک إلا وجھہ'' اور ''کل من علیھا فان'' دوام کسی کے لئے نہیں، ایک دن سب کو فنا ہے، اسی لئے اسلاف کرام رحمہ اللہ علیہم نے ایسے انفاسِ قدسیہ کے حالاتِ مبارکہ ومکاتیب طیبہ وملفوظاتِ طاہرہ جمع فرمائے یا اس کا اذن دیا کہ ان کا نفع قیامت تک

Marfat.com

عام ہو جائے اور پھر وہ یوہیں اپنے اخلاف کیلئے پند و نصائح و وصایا، اذکارِ عشق و محبت (الٰہی)، مسائلِ شریعت و طریقت کے مجموعے، معرفت و حقیقت کے گنجینے کو اپنے پچھلوں کے لئے چھوڑ جائیں اور یہ سلسلہ یونہی قیامت تک جاری رہے۔ سچ ہے۔

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد۔
بسا کیں دولت از گفتار خیزد

ملفوظات کی ایک طویل تاریخ ہے، جو بذات خود ایک تحقیقی مقالے کی متقاضی ہے لیکن جہاں تک راقم کو علم ہے سب سے زیادہ ملفوظات فارسی زبان میں لکھے گئے ہیں۔ ہندوستان میں مغلیہ سلطنت کے زوال کے آخری دور میں جب اردو زبان میں شعر و شاعری اور تصنیف و تالیف کو رواج ملا تو بزرگوں کے ملفوظات بھی اردو زبان میں لکھے جانے لگے۔ لیکن بقول علامہ پروفیسر ڈاکٹر مختار الدین احمد آرزوؔ (سابق صدر شعبۂ عربی مسلم یونیورسٹی، علیگڑھ) اردو زبان کے ملفوظاتی ادب میں مجدد مأتہ حاضرہ، مؤید ملت طاہرہ، اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کی بہت اہم حیثیت ہے (معارف رضا، شمارہ ۱۴-۱۹۹۴ء)۔ علامہ ڈاکٹر مختار الدین نے اردو میں ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت کے علاوہ دیگر شائع ہونے والے ملفوظات کی تفصیل بیان نہیں کی البتہ ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی بریلوی صاحب نے زیر نظر کتاب ''ملفوظاتِ شمس'' کے مقدمہ میں

Marfat.com

ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت کے علاوہ دیگر ملفوظات کا ذکر کیا ہے۔ اس طرح پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب، جنرل سکریٹری ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کا مرتب کردہ ''ملفوظاتِ شمس'' ملفوظاتی ادب میں ایک گرانقدر اضافہ ہے۔ ''ملفوظاتِ شمس'' کی ترتیب یہ ہے:

(۱)	ڈاکٹر عبدالنعیم عزیز کا مقدمہ	۶ صفحات
(۲)	تعارف علامہ شمس بریلوی بقلم مؤلف	۳۷ صفحات
(۳)	ملفوظات شمس	۵۵ صفحات
	کل صفحات	۹۸

مؤلف محترم نے علامہ شمس بریلوی مرحوم مغفور کی شخصیت کا مختصر لیکن بھرپور تعارف کرانے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ یہ ملفوظات ۱۳ر نومبر ۱۹۹۳ء سے ۲۴ر فروری ۱۹۹۷ء تک کے عرصے کی ۱۷ر نشستوں کے دوران قلم بند کیے گئے ہیں۔ سب سے زیادہ نشستیں ۱۹۹۶ء میں ہیں جبکہ ۱۹۹۵ء میں پورے سال کسی نشست کا ذکر نہیں ہے۔ لیکن چار سالہ دور کی ان ۱۷ر مختصر نشستوں کے ملفوظات میں پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے جامع العلوم شخصیت کی زبان فیض ترجمان سے، جاری قرآن و حدیث، ایمانیات و تصوف تاریخ و سیر، شعر و ادب، فلسفۂ حکمت اور رضویات کے حوالے سے علم و حکمت کے ایسے ایسے گوہر گرانمایہ کو یکجا کر دیا ہے کہ جس سے مدتوں اہل علم اور اہل نظر استفادہ کرتے رہیں گے۔

Marfat.com

عزیزی مجید اللہ قادری سلمہ الباری نے نہ صرف یہ کہ حقِ شاگردی ادا کیا بلکہ آنے والی نسلوں کی تعلیم کے لئے ایک قیمتی چراغ بھی روشن کردیا ہے اور ان کے لئے ایسے اساتذۂ کرام اور اسلافِ عظام کے ساتھ حسنِ سلوک کا ایک بہترین نمونہ بھی چھوڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کی اس مبارک کاوشوں کو شرف قبول عطا فرمائے، ان کو اس کی بہترین جزاء عطا فرمائے۔ اس کے ساتھ علامہ شمس بریلوی علیہ الرحمہ کے درجات کی بلندی کے لئے اسے بہترین وسیلۂ بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

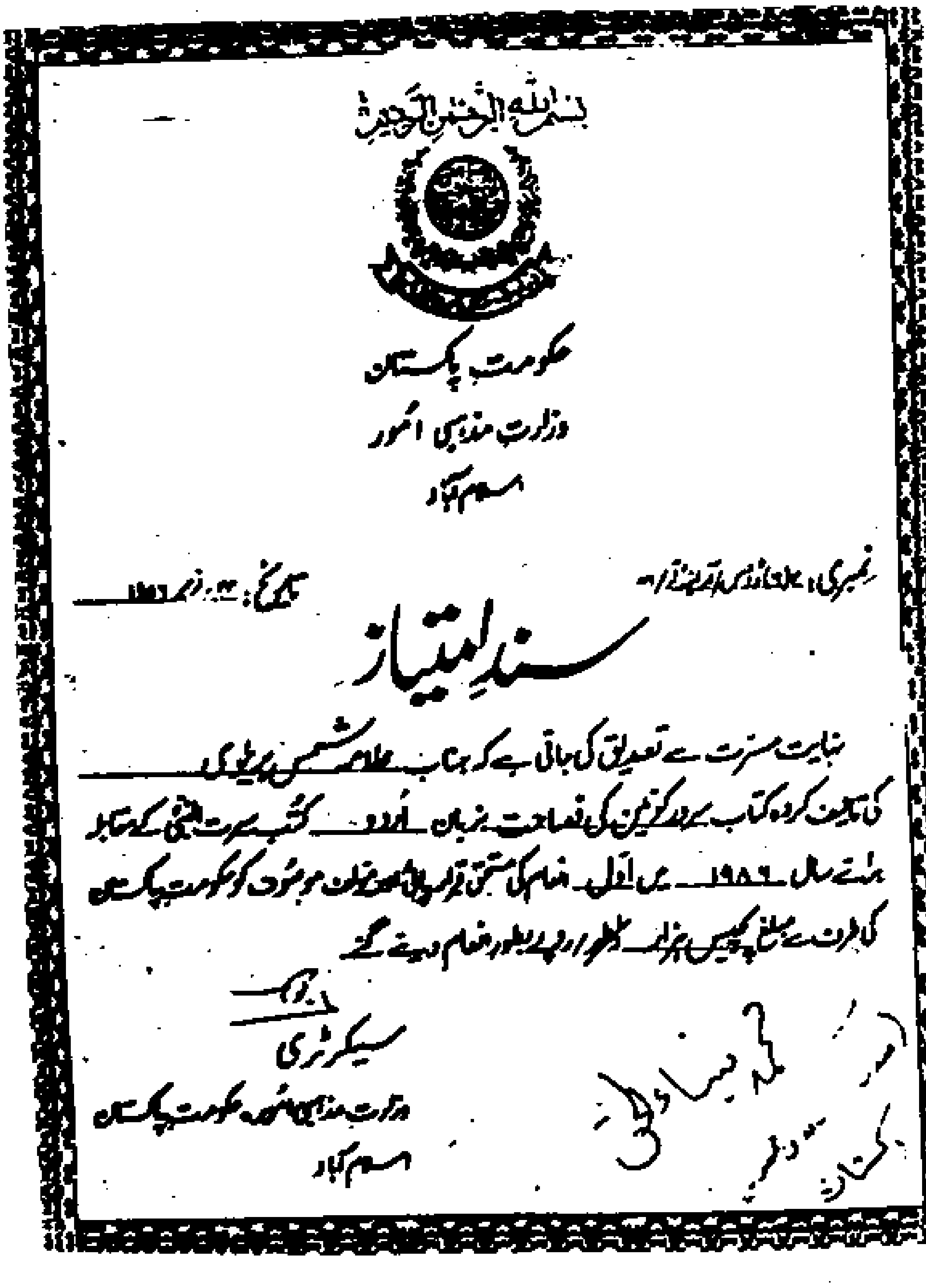
بسم اللہ الرحمن الرحیم

حکومت پاکستان
وزارت مذہبی امور
اسلام آباد

سند امتیاز

نہایت مسرت سے تصدیق کی جاتی ہے کہ جناب علامہ شمس بریلوی
کی تصنیف کردہ کتاب ... بزبان اردو کتب سیرت النبی کے مقابلہ
بابت سال ۱۹۸۶ میں اوّل انعام کی مستحق قرار پائی ... حکومت پاکستان
کی طرف سے مبلغ پچیس ہزار روپے بطور انعام دیئے گئے

سیکرٹری
وزارت مذہبی امور حکومت پاکستان
اسلام آباد

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مقدمہ

(ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی)

آنیوالی نسلوں کو اسلاف کرام کے ملفوظات سے علم و عرفان کے وہ انمول خزانے ملے کہ جس نے ان کے علم و آگہی اور عقیدۂ و ایمان کو نہ صرف مالا مال کر دیا بلکہ روز افزوں بنا دیا۔

برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کو اولیاء اور صوفیاء کے فارسی ملفوظات سے علم و عرفان کے نادر و نایاب جواہر پارے ملے اور یہ سلسلہ مغلیہ حکومت کے دور آخر تک چلتا رہا۔ برطانوی عہد میں جب اردو باقاعدہ برصغیر ہند و پاک کی علمی و ادبی زبان بن گئی تو اردو ملفوظات کا ایک گرانقدر سرمایا ہمارے پاس جمع ہونے لگا۔ اردو میں دینی و علمی اور ادبی و

Marfat.com

علمی دونوں حلقوں کے ملفوظات موجود ہیں لیکن دینی و علمی حلقوں کے ملفوظات کی شان جداگانہ ہے اوران سے عقل وعشق دونوں کی جلاً بخشی کے سامان فراہم ہوئے ہیں۔

ملفوظاتِ بزرگان سے صرف علم وفن اوردانائی حکمت کے لعل وگہر ہی نہیں ملتے بلکہ اسرار، معارف کے پھول بھی کھلتے ہیں جوذوق وجدان اورعقائد وایمان کے چمنستان کوشادابی وعطر بیزی بھی عطا کرتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ صاحبِ ملفوظ کی شخصیت کی عکاسی بھی ہوتی ہے اوران کے عہد کے دینی، علمی، ادبی، سیاسی، معاشرتی اورتہذیبی وثقافتی ماحول کا منظر نامہ بھی سامنے آتا ہے۔

علمی دنیا میں یہ بارہا دیکھنے میں آیا کہ ایک شخصیت کبھی کبھی تحریر میں علم وحکمت کے وہ رموز بیان نہیں کرپاتی جواپنی نجی محفل میں اپنے احباب و معتقدین کے درمیان بیان کردیتی ہے یا بہت سی ایسی پرائیویٹ مگر علمی معلومات سے بھرپوراور تحقیق کاباب واکرنے والی باتیں بھی وہ ملفوظ کی شکل ہی میں پیش کردیتی ہے۔ لہذا عظیم شخصیات کے ملفوظات بھی ان کی تحریروں سے کسی طرح کم نہیں ہوتے۔ دورنہ جائیے ۱۴ ویں صدی ہجری کے مجدد اور عالم اسلام کی عظیم ترشخصیت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کے ملفوظات ہی کو دیکھ لیجئے (جنہیں ان کے صاحبزادۂ اصغر مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں نوری بریلوی علیہ الرحمۃ نے جمع کرکے بنام

Marfat.com

الملفوظ''۱۳۳۸ھ'' شائع فرمایا) جو محض پونے تین سال کے ملفوظات ہوتے ہوئے بھی ایک مختصر دائرۃ المعارف کا درجہ رکھتے ہیں۔

اردو میں امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے ملفوظات کے علاوہ چند اور بھی ملفوظات شائع ہو کر مقبول خاص و عام ہو چکے ہیں اور علم و حکمت کے متلاشیوں کے لئے منارۂ نور کی حیثیت رکھتے ہیں۔

یہ ملفوظات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ تذکرۂ غوثیہ (ملفوظات سید غوث علی شاہ قلندری پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ
از: شاہ گل حسن قادری

۲۔ ملفوظات مفتی اعظم دہلی مفتی محمد مظہر اللہ صاحب قدس سرہ
از: جاوید اقبال مظہری

۳۔ ملفوظات رحمانی پیر سید محمد فاروق رحمانی علیہ الرحمہ۔

۴۔ جواہر العارف (ملفوظات شاہ محمد عارف خلیفہ شاہ محمد فاروق رحمانی رحمۃ اللہ علیہ از شاہ اختر الحق)

۵۔ ارشادات علمی (ملفوظات مولانا محمد علم الدین قادری نور اللہ مرقدہ
از: صاحبزادہ ڈاکٹر فرید الدین قادری صاحب۔

۶۔ ملفوظات قادری (ملفوظات مولانا غلام رسول شاہ قادری علیہ الرحمتہ
از: صاحبزادہ ڈاکٹر فرید الدین قادری صاحب)

اب ان ملفوظات میں ایک اور اضافہ۔ حضرت علامہ شمس الحسن

Marfat.com

شمس صدیقی معروف بہ شمس بریلوی علیہ الرحمہ کے ملفوظات کا ہو رہا ہے جسے ادارہ تحقیقاا امام احمد رضا انٹرنیشنل پاکستان کے جنرل سیکریٹری اور شعبۂ ارضیات و پیٹرولیم ٹیکنالوجی کے چیئرمین جناب پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب، پیش فرمارہے ہیں۔

حضرت علامہ شمس الحسن صدیقی بریلوی علیہ الرحمہ (المتوفی ۱۹۹۷ء) کی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں البتہ لائق غور وفکر ضرور ہے۔ آپ عربی، فارسی اور اردو زبان و ادب پر کامل دسترس رکھنے کے ساتھ ساتھ انگریزی زبان و ادب میں بھی مہارت رکھتے تھے ان کے علاوہ فقہ، حدیث، تفسیر، عقائد و کلام، منطق، فلسفہ، نجوم اور ہیئت وغیرہ پر بھی آپ کو عبور حاصل تھا۔ آپ حقیقی معنی میں ''فاضل علوم شرقیہ'' کہے جانے کے مستحق تھے۔

حضرت علامہ شمس بریلوی بیک وقت شاعر، ادیب، مصنف، نقاد، محقق، مترجم، شارح، محشی اور مقدمہ نگار سبھی کچھ تھے۔ انہوں نے کشف المحجوب، مدارج النبوۃ، الفوائد الفواد اور کلیات جامی وغیرہ کے مقدمے لکھے۔ عوارف المعارف، غنیۃ الطالبین، تاریخ الخلفاء اور نفحات الانس جیسی گرانقدر تصانیف کی مقدمہ نگاری اور ترجمہ کا فریضہ انجام دیا گلستان و بوستان کے ترجمے و تحشیہ کا کارنامہ انجام دیا اور متعدد علمی و تحقیقی کتب تصنیف فرما کر علم و ادب کے خزانے میں بیش بہا اضافہ فرمایا۔

علامہ شمس بریلوی، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا ہی کے شہر و مدرسے

Marfat.com

سے متعلق اور انہیں کے سلسلہ طریقت سے منسلک تھے۔ انہوں نے امام احمد رضا کی حاشیہ نگاری، فقاہت اور حدیث دانی کو اجاگر کیا۔ حدائق بخشش کے جائزے اور حدائق بخشش حصہ سوم میں شامل مشہور زمانہ نعتیہ تصنیف (مشتمل بر مصطلحات نجوم وہیئت) کے ستر (۷۰) سے زائد اشعار کی شرح فرمائی جو اس دور میں صرف انہیں کے بس کی بات تھی اور انہیں کا حصہ تھا۔ علامہ شمس نے امام احمد رضا کی فقاہت کے تعلق سے ایک بڑا کارنامہ یہ انجام دیا کہ فتاویٰ رضویہ کا ضخیم تعارف پیش فرمایا اور وصال سے قبل امام احمد رضا نور اللہ مرقدہ کے علوم وفنون کا مثنوی کی بحر میں پانچ ہزار اشعار میں بنام ''آفتاب افکار رضا'' لکھ کر اپنی بے پناہ شعری صلاحیت اور علمی استعداد کا نمونہ پیش فرمایا۔

محترم پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب نے ایسی عظیم علمی و ادبی شخصیت کے ملفوظات جمع کر کے اور پھر انہیں ترتیب دیکر کتابی شکل میں منظر عام پر لاکر بڑا کام کیا ہے۔

ڈاکٹر مجید اللہ صاحب کو علامہ شمس بریلوی سے زبردست عقیدت و محبہ تھی اور علامہ علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد ان کی اس عقیدت کیشی اور محبت میں مزید اضافہ ہوا ہے۔ وہ اپنی تمام تر علمی صلاحیتوں کو علامہ شمس بریلوی قدس سرہ ہی کا رہین منت تسلیم کرتے ہیں۔ حضرت علامہ شمس بھی ڈاکٹر صاحب کو مثل اولاد سمجھتے تھے اور اگر دس پندرہ دن کے اندر انہیں دیکھ

Marfat.com

نہ لیتے تو انہیں چین نہیں آتا تھا اور مجید اللہ صاحب کو وہ خود بلواتے تھے۔

ڈاکٹر مجید اللہ صاحب نے اس سے پہلے علامہ علیہ الرحمہ کی مختصر سوانح بنام ''علامہ شمس بریلوی'' بھی کتابی شکل میں پیش فرمائی ہے۔

علامہ شمس علیہ الرحمۃ کی حیات و شخصیت پر اس کے علاوہ حسب ذیل تین کتابیں اور بھی شائع ہو چکی ہیں:۔

۱- ''لمعات شمس'' از سید ریاست علی قادری رحمتہ اللہ علیہ۔

۲- ''جہان شمس'' از سید اسمٰعیل رضا ذبیح ترمذی۔

۳- ''تجلیات شمس'' (مرتبہ راقم عبدالنعیم عزیزی)۔

ڈاکٹر مجید اللہ صاحب نے کئی سال تک علامہ شمس سے ملاقات کر کے فقہ، حدیث، طب ادویات، حالات و واقعات بالخصوص امام احمد رضا کے علم و فضل، ان کے خانوادے کے افراد، چند خلفاء، دارالعلوم منظر اسلام وغیرہ کی بابت اہم اور مفید معلومات جمع کی ہیں۔ قبل تقسیم ہند و پاک کے بریلی شہر کے دینی، علمی ادبی، معاشی و معاشرتی حالات کی جھلکیاں بھی ہیں اور علامہ شمس کے پاکستان منتقل ہو جانے کے بعد یہاں کی سیاست اور دوسرے حالات کا ہلکا پھلکا عکس بھی اس میں ملے گا۔

مولائے قدیر ڈاکٹر مجید اللہ صاحب کی اس کاوش کو قبول فرما کر اسے قبول عام بخشے اور انہیں مزید علمی امور انجام دینے کا حوصلہ عطا فرمائے آمین آمین! بجاہ سید المرسلین

Marfat.com

تعارف
علامہ شمس بریلوی

(پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری)

حضرت علامہ شمس الحسن صدیقی بریلوی ابن مولوی ماسٹر ابو الحسن صدیقی عاصی بریلوی (م ۱۹۳۷ء) ابن مولانا حکیم محمد ابراہیم بدایونی مرحوم ومغفور نیا شہر بریلی محلہ ذخیرہ کے اس مکان میں ۱۳۳۷ھ/ ۱۹۱۹ء میں پیدا ہوئے جس مکان میں عالم اسلام کی ایک عظیم ہستی امام احمد رضا خاں محدث بریلوی (م ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء) انقلاب سے ایک سال قبل ۱۲۷۲ھ/ ۱۸۵۶ء میں پیدا ہوئے تھے۔ یہ مکان دراصل امام احمد رضا کے جد امجد مولانا مفتی رضا خان بریلوی (م ۱۲۸۲ھ/ ۱۸۶۶ء) کی ملکیت تھا جس کو بعد میں حضرت شمس کے والد ماجد نے خرید لیا تھا۔ حضرت شمس بریلوی نے امام احمد رضا کا زمانہ تو پایا مگر آپ صرف دو یا ڈھائی برس کے تھے کہ دین اسلام کا یہ مرد حق جس کو دنیا اعلیٰ حضرت کے نام سے یاد کرتی ہے۔ دنیا سے رخصت ہو گیا۔ البتہ

Marfat.com

حضرت شمس کا بچپن اور تعلیم اعلیٰ حضرت کے دونوں لائق فرزندوں کی گود اورنگرانی میں ہوئی جس کے مثبت اثرات ان کی علمی کاوشوں میں نمایاں ہیں

حضرت شمس بریلوی خود بھی ایک علمی خانوادے سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے والد، دادا، پر دادا کے علاوہ آپ کے تایا مولوی ریاض الدین صدیقی بریلوی (م۱۹۳۳ء) صاحب تصنیف بزرگ گزرے ہیں اور روہیل کھنڈ بریلیؒ کے مشاہیر علماء وشعراء اور ادباء میں ان حضرات کا شمار کیا جاتا ہے۔

حضرت شمس کے پر دادا صاحب سیف وقلم تھے۔ آپ کی تصنیف ''تاریخ فرح بخش'' کا **W.Hoey** نے بعنوان:

"Memories of Delhi and Faizabad"

کے نام سے انگریزی میں ترجمہ کیا تھا۔

حضرت شمس کے دادا یعنی جد امجد محترم حکیم محمد ابراہیم بدایونی مراد آباد روہیل کھنڈ میں قائم ہونے والے پہلے اسکول کے صدر مدرس (ہیڈ ماسٹر) تھے۔

حضرت شمس کے والد ماجد محترم ابو الحسن عاصیؔ صدیقی بریلوی اپنے وقت کے قابل قدر استاد، بے مثل شاعر اور بریلی کی مشہور صاحب علم شخصیت تھے۔ آپ عاصیؔ تخلص فرماتے اور اکثر کلام صوفیانہ ہے۔ چند اشعار ملاحظہ کیجئے۔

Marfat.com

پنہاں یہ کس کے عارض تاباں کا نور ہے
جس کی ضیا سے کعبہ دل رشک نور ہے
کھلتا نہیں ہے بھید قریب و بعید کا
اتنا ہی وہ قریب ہے جتنا کے دور ہے
عاصی تجھے گناہوں سے اتنا خطر ہے کیوں
دیکھی ہے تو نے شان بھی آمرز گار کی

معراج النبوی ﷺ کو آپ نے ایک شعر میں بہت خوبصورتی سے پیش کیا ہے ملاحظہ کیجئے ۔

وہ اتنی جلد سیر لامکاں کر کے ہوئے واپس
کہ تھی زنجیر در جنبش میں اور گرمی تھی بستر میں

(ماخوذ جہان شمس ص ۴۱-۴۳)

حضرت شمس کے تایا مولوی حاجی ریاض الدین صدیقی بریلوی ۱۸۴۵ء میں بریلی میں پیدا ہوئے اور طویل عمر کے بعد ۱۹۳۳ء میں بریلی ہی میں انتقال ہوا۔ آپ غالباً بریلی شہر کے پہلے گریجویٹ ہیں کیونکہ جب آپ نے B.A کا امتحان پاس کیا تو لوگ ان کو دیکھنے آتے تھے کہ بریلی کا کون باشندہ ہے جس نے یہ سند حاصل کی ہے۔ آپ کے ایک صاحبزادے معین الدین اور تین صاحبزادیاں تھیں۔ بڑی صاحبزادی سے پروفیسر سلیم چشتی پیدا ہوئے جنہوں نے علمی ادبی دنیا میں بڑی شہرت پائی۔

Marfat.com

پروفیسر سلیم چشتی کی کتاب ''تاریخ تصوف'' ان کی معرکۃ الآراء کتاب ہے۔ سلیم یوسف چشتی حضرت شمس کے رشتہ کے بھانجے ہوتے تھے۔

مولوی ریاض الدین کی دوسری بیٹی سے پروفیسر محمود بریلوی پیدا ہوئے۔ پروفیسر محمود علی خاں بریلوی ابن ارشاد علی خاں بریلوی (م ۱۹۴۱ء) ابن قاسم علی خاں رامپوری بریلی میں ۱۹۰۶ء میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ ۱۹۴۷ء میں پاکستان آگئے اور ڈیفنس سروس میں انفارمیشن آفیسر کی حیثیت سے کام کرتے ہوئے ۱۹۵۴ء میں ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔ آپ دو درجن سے زیادہ کتب کے مصنف ہیں۔ آپ نے اردو کے علاوہ انگریزی زبان میں بھی متعدد تاریخی اور اسلامی نقطہ نظر سے کتابیں لکھیں۔

حضرت شمس بریلوی کے چھوٹے چچا مولوی خلیل الدین صدیقی بریلوی ''روسی'' لقب سے ملقب تھے کیونکہ آپ عرصہ دراز تک تاشقند (روس) میں السنیہ شرقیہ کے پروفیسر رہے تھے۔ آپ مذہبی علوم کے ساتھ متعدد اسلامی زبانوں پر کامل عبور رکھتے تھے۔ آپ کے دو صاحبزادے تھے۔

(ماخوذ ''یادگار بریلی'' مرتبہ افتخار احمد ۱۹۷۰ء، ص ۴۶-۴۹)

حضرت کے دونوں بھائی ۲۵-۲۶ رسال کی عمر میں جوانی ہی میں انتقال فرماگئے اور ابھی دونوں ازدواجی زندگی سے منسلک نہ ہوسکے تھے۔

Marfat.com

حضرت شمس بریلوی کا شجرۂ نسب :

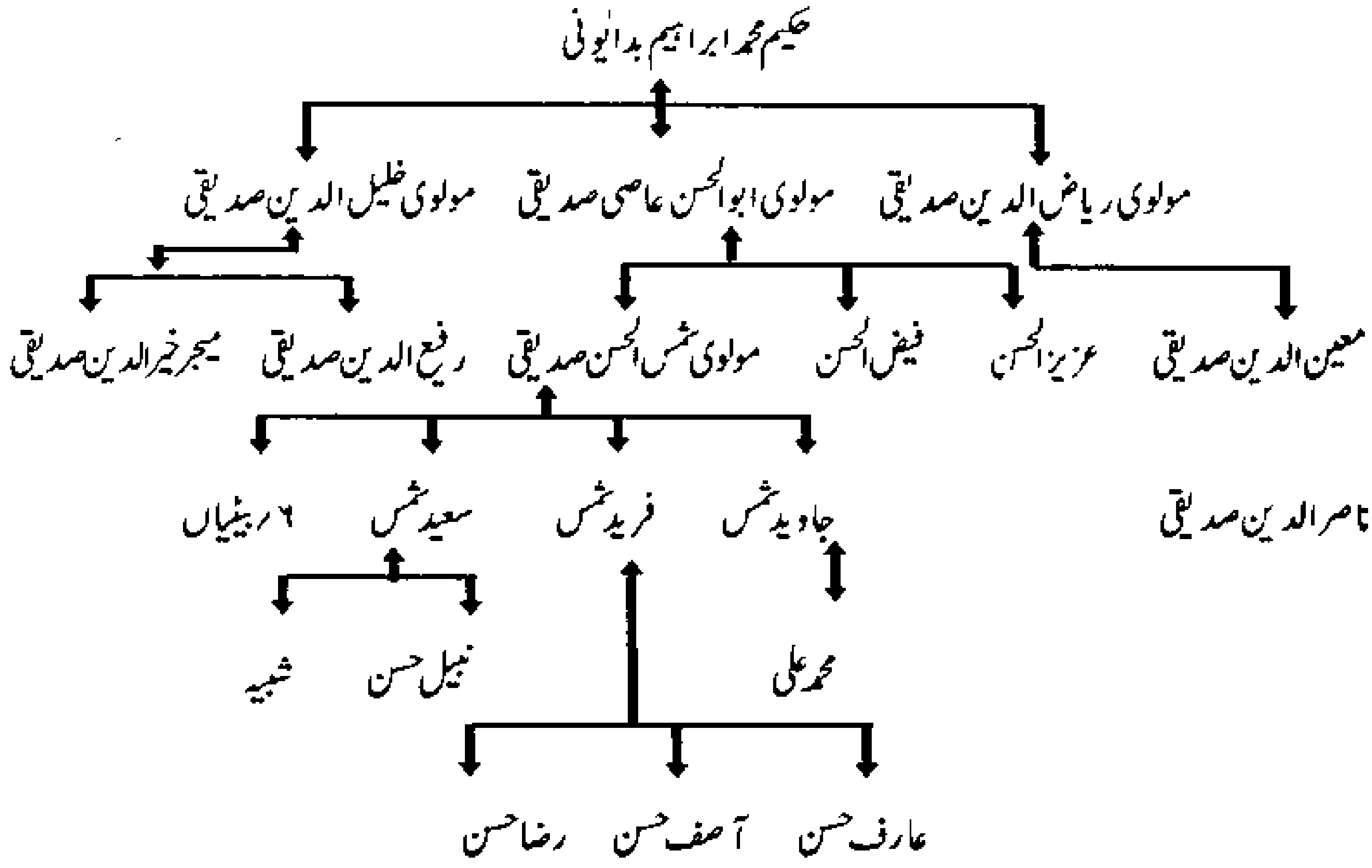

حضرت شمس بریلوی کے تین بیٹے، ۴/ بیٹیاں اور ۵/ داماد ماشاء اللہ حیات ہیں جبکہ سب سے بڑے داماد اور دو بیٹیاں انتقال کر چکی ہیں جبکہ تین بیٹے بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے آپ کی اہلیہ سکندر بیگم بنت حافظ عبدالسعید خاں کا انتقال ۱۹۹۳ء میں ہو گیا تھا۔

تعلیمی زندگی :

حضرت شمس بریلوی نے رسم بسم اللہ کے بعد دارالعلوم منظر اسلام میں جس کی بنیاد خود اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء میں رکھی تھی اعلیٰ حضرت کے خلفاء اور دیگر مقتدر علماء سے تعلیم حاصل کی۔ آپ کے بعض اساتذہ کرام کے نام ملاحظہ کریں:

Marfat.com

.........حضرت علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں قادری بریلوی،

خلیفہ وسجادہ نشین امام احمد رضا خاں بریلوی۔

.........حافظ عبدالکریم چتور گڑھی، خلیفہ اعلیٰ حضرت،

.........مولانا رحم الٰہی منگلوری (م ۱۳۶۳ھ)، خلیفہ اعلیٰ حضرت،

.........مولوی احسان علی مونگیری،

.........مولانا سید قاسم علی خواہاں بریلوی،

.........مولوی رونق علی بریلوی، رحمہم اللہ تعالیٰ

اس مدرسہ کے علاوہ آپ نے الہٰ آباد بورڈ سے فارسی زبان کے امتحانات، منشی کامل اور ادیب کامل امتیازی نمبروں سے پاس کئے۔ شاعری میں آپ نے مولوی سید قاسم علی خواہاںؔ بریلوی سے اصلاح لی اور بعد میں ان کے بیٹے شایاںؔ بریلوی کی اصلاح کی۔

درس و تدریس:

آپ نے تدریس کا آغاز صرف ۱۷ سال کی عمر میں مدرسہ منظر اسلام کے شعبۂ فارسی میں بحیثیت استاد ۱۹۳۵ء میں کیا اور ۱۹۴۵ء تک یہ خدمت انجام دیتے رہے۔ آپ نے جب مدرسہ منظر اسلام چھوڑا اس وقت آپ شعبہ فارسی کے صدر مدرس تھے۔ ۱۹۴۵ء تا ۱۹۵۴ء آپ بریلی کے اسلامیہ کالج میں استاد کی حیثیت سے خدمت انجام دیتے رہے پھر آپ

Marfat.com

۱۹۵۶ء میں پاکستان تشریف لے آئے اور گورنمنٹ اسکول ایئر پورٹ میں ملازمت اختیار کی۔ ۱۹۷۵ء میں اس ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔

عرس رضوی پر نعتیہ شاعری کی بنیاد:

حضرت شمس بریلوی نے ایک موقعہ پر اپنے گھر کی ایک نشست میں راقم السطور کو بتایا کہ دوران تدریس ۱۹۳۷ء میں عرس اعلیٰ حضرت کے موقعہ پر آپ نے نعتیہ مشاعرہ کی بنیاد ڈالی اور یہ نعتیہ مشاعرہ ہر سال بریلی ٹاؤن میں منعقد ہوتا تھا۔ اس مشاعرہ کی تمام تر ذمہ داری ناظم مشاعرہ ہونے کے باعث ان پر عائد ہوتی۔ آپ نے مزید بتایا کہ عموماً چھوٹے مولانا یعنی مفتی اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا خاں بریلوی (۱۴۰۲ھ/۱۹۸۱ء) اس مشاعرہ کی صدارت فرماتے اور جب کوئی شاعر ذرا سی بھی شرعی غلطی کرتا آپ فوراً سرخ بتی کا بٹن دبا دیتے جس سے سامعین اور شاعر کو معلوم ہو جاتا کہ اس نے کوئی غلطی کی ہے۔ پھر آپ اصلاح فرماتے۔ آپ نے ۱۹۴۳ء کے نعتیہ مشاعرہ میں جو نعت پڑھی تھی اس کے چند اشعار بھی سنائے ملاحظہ کیجیے۔

بیٹھا ہوں دل میں عشق کی دولت لئے ہوئے
جنت سے دور حاصل جنت لئے ہوئے

Marfat.com

رضوان کے پاس چند بہاریں ہیں خلد کی
طیبہ کی ہر بہار ہے جنت لئے ہوئے

علمی وادبی خدمات :

۱۹۳۶ء میں ''ان شاء ابوالفضل'' (دفتر اول) کی شرح لکھی جو انور بک ڈپو لکھنؤ سے شائع ہوئی۔

۱۹۴۲ میں میر حسن کی مثنوی ''سحر البیان'' پر مقدمہ لکھا۔ ۱۹۴۶ء میں نول کشور پریس سے اس کا دوسرا ایڈیشن شائع ہوا۔

''تنقیدی شہ پارے'' اورینٹل بک ڈپو بریلی سے شائع ہوئی

۱۹۴۶ء تا ۱۹۵۲ء آپ ایجوکیشن بک ڈپو علی گڑھ سے وابستہ رہے اور کئی کتابیں تصنیف فرمائیں ان میں چند نام قابل ذکر ہیں، مثلاً:

- تہذیب خانہ داری
- بچوں کی تربیت

پاکستان آمد کے بعد ۱۹۵۲ء تا ۱۹۶۶ء آپ ایجوکیشنل پریس سے وابستہ ہوئے اور ادارہ ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی سے آپ کی مندرجہ ذیل کتابیں شائع ہوئیں:

- ترجمہ گلستان سعدی مع حواشی
- ترجمہ بوستان سعدی معہ حواشی
- شرح دیوان حافظ شیرازی معہ حواشی

Marfat.com

- ترجمہ مدارج النبوۃ جلد دوم
- سعیدی اردو کمپوزیشن حصہ اول و دوم

اسی دوران دیگر اداروں نے بھی آپ کی مندرجہ ذیل مطبوعات شائع کیں:

- ارمغان سیفی پر تنقید ناشر سلطان احمد نقوی
- تکان مرگ کا ترجمہ ''موت کا جھٹکا'' مکتبہ رشیدیہ کراچی
- معلم الدین کا ترجمہ مکتبہ رشیدیہ کراچی
- نفسیات کے زاویے ناشر محراب ادب، کراچی
- لمعات خواجہ کا ترجمہ معہ سوانح و تبصرہ، ناشر ادارہ معین الادب کراچی
- ترجمہ لطائف اشرفی
- مقدمہ مقامات صوفیہ ناشر مکتبہ نبویہ لاہور
- مقدمہ ماثر الکرم دائرۃ المصنفین، کراچی

علامہ صاحب ۱۹۶۶ء تا ۱۹۹۵ء مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی سے وابستہ رہے، اس دوران آپ کی کئی معرکتہ الآراء تصنیفات، تالیفات و تراجم معہ مقدمات شائع ہوئیں:

- مقدمہ کشف المحجوب
- مقدمہ مکاشفۃ القلوب

Marfat.com

- مقدمہ مدارج النبوۃ
- مقدمہ فوائد الفوائد
- مقدمہ خصائص الکبریٰ
- مقدمہ ارشادات رسول ﷺ
- مقدمہ کلیات جامی (فارسی)
- مقدمہ وترجمہ غنیۃ الطالبین
- مقدمہ وترجمہ تاریخ الخلفاء
- مقدمہ وترجمہ عوارف المعارف
- مقدمہ وترجمہ نفحات الانس
- مقدمہ وترجمہ اورنگ زیب خطوط کے آئینے میں
- کلام رضا کا تحقیقی وادبی جائزہ
- سرور کونین ﷺ کی فصاحت
- نظام مصطفیٰ ﷺ
- مقدمہ وترتیب کلام ''ذوق نعت''

(از: مولانا حسن رضا بریلوی)

آپ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کی تاحیات سرپرستی فرماتے رہے جس کی بنیاد آپ نے اپنے چند احباب کے ساتھ ۱۹۸۰ء میں رکھی تھی ان احباب میں قابل ذکر نام پروفیسر محمد مسعود احمد، مولانا سید ریاست علی

Marfat.com

قادری اور مولانا محمد شفیع قادری قابل ذکر ہیں۔اس دوران آپ کے کئی مقالات اور کتابیں ادارہ سے شائع ہوئیں اور کئی زیر طبع ہیں:

- امام احمد رضا کی حاشیہ نگاری جلد اول ۱۹۸۴ء
- امام احمد رضا کی حاشیہ نگاری جلد دوم ۱۹۸۶ء

مقالات جو معارف رضا کے مختلف سالانہ شماروں میں شائع ہوئے:

- فتاویٰ رضویہ کا فقہی مقام شمارہ ۱۹۸۱ء
- امام احمد رضا کی حاشیہ نگاری ۱۹۸۳ء
- شرح قصیدہ رضا بر اصطلاح نجوم و فلکیات ۱۹۸۷ء
- شرح قصیدہ رضا بر اصطلاح نجوم و فلکیات ۱۹۸۸ء
- محدث بریلوی اور میاں نذیر حسین دہلوی ۱۹۹۱ء
- فتاویٰ رضویہ اور فتاویٰ عالمگیری زیر طبع

- ''آفتاب افکار رضا'' مثنوی کی بحر میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے علوم و فنون کا ۵ر ہزار اشعار میں تعارف و تبصرہ (زیر طبع)
- ''تاریخ نعت'' (زیر طبع)
- ''لمعات شمس'' حضرت شمس صاحب کی مختصر سوانح و تعارف ۱۹۸۶ء، مؤلفہ سید ریاست علی قادری مرحوم مغفور۔
- ''جہان شمس'' حضرت شمس کا تفصیلی تعارف اور ان کی تصنیفات و تالیفات اور دیوان پر تبصرہ، مولف اسمٰعیل رضا ذبیح ترمذی

Marfat.com

بحیثیت شاعر...... آپ اردو، عربی، فارسی کے علاوہ انگریزی زبان میں بھی اشعار کہتے تھے افسوس کہ آپ کا دیوان ہجرت کے دوران تلف ہوگیا۔

حضرت شمس بریلوی کی خدمات کا جائزہ:

حضرت شمس بریلوی کی حیات وافکار پر ان کی حیات میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل نے ایک کتاب ''جہان شمس'' کے نام سے ۱۹۹۲ء میں شائع کی تھی ۔ اس کتاب کے مؤلف حضرت کے بھانجے سید اسمٰعیل رضا ترمذی علیہ الرحمہ تھے اور اس کی تدوین وتزئین احقر نے کی تھی ۔ اس کے علاوہ مولانا غلام یحیٰی مصباحی نے انڈیا میں اپنے Ph.D کے مقالے میں حضرت شمس بریلوی کی دینی، ادبی خدمات کا جائزہ لیا ہے لیکن ابھی تک حضرت شمس کی ادبی، دینی خدمات پر بحیثیت مترجم، مقدمہ نگار، شاعر اور تبصرہ نگار کے کسی اہل قلم نے تفصیل سے اظہار خیال نہیں فرمایا ہے جب کہ آپ ۱۰ ر سے زیادہ ضخیم تصوف کی کتابوں کے مترجم ہیں ۔ ۲۰ ر سے زیادہ کتابوں پر کم از کم سو سو صفحات کے مقدمات تحریر کیے ہیں جو ایک تالیف کا درجہ رکھتے ہیں اس کے علاوہ بھی بیس سے زیادہ کتابوں کے مصنف اور مؤلف ہیں جبکہ سب سے بڑا کارنامہ پانچ ہزار اشعار پر مشتمل مثنوی کی بحر میں اعلیٰ حضرت کی شخصیت اور علمی کمالات پر منظوم تبصرہ ہے ، خطبہ فتاویٰ

Marfat.com

رضویہ (عربی) پر جامع نقد و نظر ہے، اس خطبہ میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے ۹۰ رکتب کا ذکر کیا ہے باندازِ صیغۂ درود کیا ہے۔ علامہ شمس بریلوی ان پر ۹۰ نعتیں کہیں ہیں جو ۹۰ رمختلف عنوانات پر لکھی گئی ہیں۔

حضرت کی والہانہ محبت:

احقر کو حضرت نے اتنا قریب کرلیا تھا کہ اگر پندرہ بیس دن کے اندر حاضر خدمت نہ ہوتا تو آپ فون کر کے بلواتے یا خط میں عموماً یہ شعر لکھ کر بھیج دیتے۔

مجھ کو بھلا دے سارا زمانہ تو غم نہیں
اللہ کرے کہ تم کبھی ایسا نہ کرسکو

راقم جیسے ہی حضرت کے دولت کدہ پر پہنچتا آپ بڑی شفقت فرماتے اور میرے اہل خانہ کو دعائیں دیتے اور اکثر ایک یا دو کتابیں مجھے نذر کرتے۔ آپ اپنی بیٹی پروفیسر عذرا انجم زوجہ سرتاج احمد خاں کے ہاں قیام کرتے تھے اکثر آپ کے گھر والے مجھ سے کہتے کہ آپ ہمارے پاپا (حضرت شمس بریلوی) کی دوا ہیں کیونکہ آپ سے ملاقات کے بعد پاپا میں ظاہری توانائی آجاتی ہے اور کئی دن تک خوش رہتے ہیں لہذا آپ ضرور ضرور ۱۰-۱۵ ردن میں ایک چکر لگالیا کریں۔ یہی بات محترم سرتاج صاحب نے کئی مرتبہ محترم سید وجاہت رسول قادری صاحب صدر ادارۂ

Marfat.com

تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل سے بھی کہی۔

حضرت شمس بریلی سے احقر کی پہلی ملاقات ۱۹۸۳ء کے کسی مہینے میں ہوئی تھی جو مجھے یاد نہیں اور اس کے بعد مہینے دو مہینے میں ایک ملاقات ضرور ہوتی تھی۔ احقر نے آخری سالوں کی نشستوں کو قلمبند کرلیا تھا جو ملفوظات کی شکل میں پیش کررہاہوں۔ حضرت کی شخصیت کو انتہائی مختصر الفاظ میں بیان کیا جائے تو وہ یوں ہے:

''آپ سچے پکے حنفی المذہب مسلمان، مسلک ومشرب کے اعتبار سے قادری بریلوی رواداری کے پابند، سچے اور کھرے، مخلص اور وفادار، وقت اور وعدے کے پابند، زبان وقلم میں محتاط، انتہائی حساس، مہمان نواز، دوستوں سے اچھی توقعات، گوشہ نشین''

راقم کی حضرت علامہ شمس الحسن شمس بریلوی قدس سرہ العزیز سے آخری ملاقات ڈیفنس کے مکان میں انتقال سے چند روز قبل ۲۴رفروری ۱۹۹۷ء/ ۱۶رشوال ۱۴۱۷ھ بروز پیر شام ساڑھے چار بجے ہوئی۔ اس آخری ملاقات میں آخری کلمات جو حضرت شمس کی زبان سے سنے وہ خود ان کی لکھی ہوئی فارسی کی اک رباعی تھی، ملاحظہ کیجئے:

در راہ بقا باغ و صحرا بگذشت
تلخی و خوشی و زشت و زیبا بگذشت

Marfat.com

ہیہات کہ بیشتر عمر فانی

بے طاعت ایزد تعالیٰ بگذشت

پھر وہ گھڑی آ گئی کہ حضرت خالق حقیقی کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے اس دنیا سے رات ۹ ربجے بروز بدھ، ۱۲ر مارچ ۱۹۹۷ء / ۱۴۱۷ھ کو (P.N.S شفا ہسپتال، کراچی میں) اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ کراچی کے یخی حسن قبرستان میں تدفین ہوئی۔

وہ جو اک مقدمہ نگار تھا، وہ جو اک ادیب شہیر تھا

جسے کہتے تھے شمس بریلوی، یہ اسی کی لوح مزار ہے

(حضرت شمس)

اب چند تاریخی مادے ملاحظہ کیجئے جو آپ کے شاگرد رشید حضرت علامہ مولانا محمد ابراہیم خوشتر صدیقی مدظلہ العالی، سربراہ سنی رضوی سوسائٹی انٹرنیشنل مانچسٹر نے تحریر کیے:

- ادیب والا جاہ علامہ شمس الحسن شمس بریلوی ۱۴۱۷ھ
- صاحب یگانہ ادارۂ تحقیقات ۱۴۱۷ھ
- مخدوم من جامع الکمالات ۱۴۱۷ھ
- شمس ذی وقار ۱۴۱۷ھ
- شمس بے داغ ۱۴۱۷

آخر میں محترم طارق سلطان پوری کے بھی چند مادہ ہائے تاریخ ملاحظہ کیجئے:

Marfat.com

- عالم دولت رضویہ (۱۹۹۷)
- بے مثل شمس بازغہ (۱۹۹۷)
- آہ شمس اوج رضا (۱۹۹۷)
- ترجمان افکار رضا (۱۹۹۷)
- خاصہ فکر رضا (۱۹۹۷)
- احتشام بزم تحقیق (۱۴۱۷ھ)

☆☆☆

Marfat.com

مشاہدہ و مطالعہ

آفتاب آمد دلیل آفتاب

از پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

یہ غالباً ۱۹۸۳ء کی بات ہے جب راقم الحروف کو حضرت شمس بریلوی سے ایک مجلس میں پہلی بات شرف نیاز حاصل ہوا۔ اگر چہ ملاقات زیادہ تفصیلی نہ تھی لیکن بایں ہمہ ان کی جاذب شخصیت نے میرے دل پر ان کی عظمت کے بہت سے نقوش ثبت کردیئے اور یہ تمنا ہوئی کہ آپ کے دولت کدے پر حاضر ہوکر تفصیلی ملاقات کی جائے۔

میری یہ تمنا اور آرزو بے وجہ نہ تھی، دل میں شدت سے یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اول تو پہلی ہی ملاقات میں آپ کی شخصیت نے دل موہ لیا تھا۔ دوسرے یہ کہ آپ خانوادہ امام احمد رضا قدس سرہٗ العزیز سے خاندانی تعلق بھی رکھتے تھے یعنی حضرت شاہ احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے جد امجد حضرت مولانا شاہ رضا علی خاں بریلوی قدس اللہ سرہ کی زوجہ ثانیہ، حضرت شمس بریلوی کے والد ماجد مولوی ابو الحسن عاصی بریلوی صاحب

Marfat.com

مرحوم کی خالہ تھیں۔ ایک اور قریبی تعلق یہ تھا کہ حضرت رضا علی خاں علیہ الرحمہ کی ان زوجہ ثانیہ کے بطن سے جو صاحبزادی موسومہ، بی بی جان صاحبہ (بی بی جان) مولوی ابو الحسن کے برادر عم زاد جناب نواب ولایت حسن خاں (رئیس بسولی ضلع بدایوں) کے عقد میں تھیں۔ جناب ولایت حسن خاں صاحب بسولی کے ایک نامور رئیس اور کامیاب وکیل تھے۔ اس طرح اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی سوتیلی پھوپھی مولوی ابو الحسن صاحب مرحوم کی بھاوج تھیں، اعلیٰ حضرت قدس اللہ سرہ اپنی ان سوتیلی پھوپھی سے والہانہ محبت رکھتے تھے اور ان کی تکریم و تعظیم حقیقی پھوپھی کی طرح بجالاتے تھے۔ اس رشتہ کا احترام اعلیٰ حضرت کے صاحبزادگان حضرت شاہ حامد رضا خاں علیہ الرحمہ و مفتی اعظم حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمہ بھی اپنے والد ماجد کی طرح کرتے تھے۔ یعنی محترمہ بی بی جان صاحبہ کی صاحبزادیوں سے جو بریلی میں مقیم تھیں عزت و احترام کے تمام پہلوؤں کو پیش نظر رکھتے تھے۔

آپ سے محبت و عقیدت اور احترام کا دوسرا قابل ذکر پہلو آپ کی سادگی پسند اور خود نمائی سے نفور شخصیت تھی اور اسی سادگی اور منکسر مزاجی کے باعث اگرچہ آپ دور حاضر کے بے مثال ادیب تھے لیکن بظاہر یہ محسوس ہی نہیں ہونے دیتے کہ آپ اتنے بلند پایہ ادبی مقام کے حامل ہیں۔

بہر حال آپ سے دوسری ملاقات قدرے تفصیلی ہوئی۔ اس ملاقات میں آپ نے میرے مولد و مسکن قدیم اور میرے والد محترم کے

Marfat.com

سلسلے میں دریافت کیا، میں نے آپ کو تمام حقائق سے آگاہ کیا۔ جب آپ کو یہ معلوم ہوا کہ میرے والد محترم شیخ حمید اللہ قادری حشمتی مرحوم و مغفور (م ۱۹۸۹ء) یوپی کے مشہور مبلغ اسلام اور رضویت کے علمبردار حضرت مولانا حشمت علی خاں علیہ الرحمہ (المتوفی ۱۳۸۰ھ) سے بیعت ہیں تو حضرت شمس بریلوی بے حد مسرور ہوئے اور مجھ سے والد صاحب قبلہ سے ملاقات کے درخواستگار ہوئے۔ حسن اتفاق سے اسی زمانے میں ایک مذہبی تہوار کے سلسلے میں تقریب غریب خانے پر منعقد ہونے والی تھی۔ حضرتِ شمس بریلوی کو احقر نے اس تقریب میں مدعو کیا۔ تاریخ مقررہ پر بوقت موعودہ آپ نے غریب خانے پر قدم رنجہ فرمایا۔ دونوں بزرگوں یعنی والد ماجد اور حضرت شمس میں پرتپاک ملاقات ہوئی اور باہمی مودت ومحبت کا ایک رشتہ اس ایک ملاقات ہی میں قائم ہوگیا۔ جانبین ایک دوسرے کی سادگی پسندی اور راست کرداری اور آداب شرفاء کی نگہداری کے گرویدہ ہوگئے اور پھر یہ تعلق روز بروز بڑھتا گیا۔ چنانچہ والد ماجد کی وفات پر جو تاریخی نظم آپ نے تحریر فرمائی ہے وہ اس تعلق کی غماز ہے۔ یہاں تبرکاً چند اشعار نقل کررہا ہوں۔ ملاحظہ کیجئے۔

موت کیا ہے اپنی صبح زندگی کی شام ہے
دہر فانی میں فنا ہی زیست کا انجام ہے

Marfat.com

خیر کے کاموں سے دنیا میں بقائے نام ہے
اس میں کوئی شک نہیں اس میں نہ کچھ ابہام ہے

محترم شیخ حمیداللہ قادری ، حشمتی
شامل ایسے ہی نکو کاروں میں ان کا نام ہے

فیض یاب لطف ہے یہ حفل تحقیقاتِ رضا
بعد ان کے یہی تو جاری ان کا فیض عام ہے

ان کے جود و لطف کے آثار تو ہیں بے شمار
اس ادارہ پر کرم تو ایک شان عام ہے

ان کے بیٹے بھی ہیں ان کی باقیات صالحات
ان کے دم سے یہی تو وابستہ علوِ نام ہے

یوں گزرتا ہے مجیدِ قادری کا ہر نفس
شیخ صاحب کی روش پر ان کا ہر اک گام ہے

بارِالٰہا! جنت الفردوس ہو ان کا مقام
اس دعا پر التجائے شمسؔ کا اتمام ہے

(مجلہ امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۰ء، ص ۷۶)

Marfat.com

حضرت شمس بریلوی صاحب سے شرف نیاز کے حصول سے قبل اردو ادب و مذہبی کتب کے مطالعہ کا تو مجھے شوق تھا لیکن خود کبھی نگارش کی جانب قدم نہیں اٹھایا تھا۔ لیکن حضرت شمس کے فیض ہم نشینی اور نگاہ التفات نے مجھے اس راہ پر نہ صرف چلنا سکھایا بلکہ میرے مضامین اور میری نگارشات کی میرے سامنے اس طرح اصلاح فرمانا شروع کی کہ میں آداب انشا پردازی اور خصوصیات نگارشات و انشا پردازی سے رفتہ رفتہ آگاہ ہوتا چلا گیا آپ کمال مہربانی سے میری نگارشات کو بغور مطالعہ فرماتے اور مجھے رموز انشا پردازی، حسن تالیف، تراکیب جملہ، تسلسل عبارت، حسن بندش، شکوہ الفاظ غرضیکہ جملہ محاسن انشا معانی و بیان، فصاحت و بلاغت کے رموز سے آگاہ فرماتے جاتے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مجھ جیسا ہیچ مداں جس کو بقول شخصے قلم پکڑنا بھی نہیں آتا تھا اس قابل ہو گیا کہ بہ تائید الٰہی دینی و مذہبی موضوعات پر بھی بسیط و طویل مضامین میرے قلم سے صفحات کی زینت بننے لگے:

ذالک فضل اللہ یو تیہ من یشآ

بطور تحدیثِ نعمت ایک اور حقیقت کے اظہار کے لئے عرض کر رہا ہوں کہ حضرت علامہ شمس مدظلہ العالی نے قلم میرے ہاتھ میں دے کر مجھ پر احسان عظیم فرمایا کہ اب دین اسلام کی خدمت میں میرا قلم مصروف نگارش ہے اور کئی مضامین اور مقالات شائع ہو چکے ہیں اور یہ سب کچھ فیض ہے حضرت شمس بریلوی علیہ الرحمہ کا۔

Marfat.com

راقم نے حضرت شمس کی صحبت میں بیٹھ کر بہت کچھ سیکھا ہے۔ اول تو آپ جیسی ہستی اور علمی سرمایہ دار کی ہم نشینی ہی ایک گونہ عبادت ہے اس پر ''نور علیٰ نور'' یہ کہ جب آپ تکلم فرماتے تو علم اسطرح ابلتا جیسے چشمہ آب ابلتا ہے۔ میری خواہش تو یہی ہوتی کہ اس ابلتے ہوئے چشمے کو اپنے ذہن کی وسعتوں میں سمیٹ لوں لیکن اپنی کم مائیگی کے باعث اکثر ناکام رہا پھر بھی حضرت والا کے ارشادات گرانمایہ بہت کچھ ذہن میں محفوظ ہیں اور میں اس پر نازاں ہوں۔

حضرت شمس بریلوی علیہ الرحمہ اپنی ہمہ جہت شخصیت اور پایۂ علم کی بدولت استاد الاساتذہ کہلانے کے مستحق ہیں اور آج تک میں نے ادبی دنیا کے جن مشاہیر سے شرف نیاز حاصل کیا مثلاً جناب پروفیسر ڈاکٹر ابوالخیر کشفی صاحب، جناب پروفیسر ڈاکٹر اسلم فرخی صاحب، جناب پروفیسر جمیل اختر صاحب مرحوم، جناب پروفیسر سحر انصاری صاحب، جناب پروفیسر ڈاکٹر فرمان فتحپوری صاحب، جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب، جناب پروفیسر پری شان خٹک صاحب، جناب پروفیسر امتیاز سعید صاحب مرحوم، پروفیسر ڈاکٹر ایوب قادری صاحب مرحوم، جناب ڈاکٹر مطلوب حسین صاحب مرحوم اور جناب بشیر حسین ناظم صاحب، کہ یہ تمام ہستیاں اساطین ادب ہیں۔ یہ حضرات بھی جب حضرت شمس کا ذکر کرتے ہیں تو استاد شمس بریلوی ہی کہتے ہیں۔ میرے Ph.D کے اول گائیڈ سابق دین

Marfat.com

اسلامک اسٹڈیز جامعہ کراچی پروفیسر مولانا منتخب الحق قادری مرحوم و مغفور بھی علامہ شمس بریلوی کی علمی بصیرت کے بڑے مداح تھے۔ مجھ سے بارہا اس ضمن میں فرمایا کہ حضرت شمس اپنے دور کے بہت بڑے ادیب شہیر ہیں۔ ہم نے ان کی صحیح معنوں میں ابھی تک قدر نہیں کی۔ ان تمام مشاہیر حضرات کے اس اعتراف سے حضرت شمس کے پایۂ علم اور آپ کی علمی و ادبی گیرائی اور گہرائی کا پتہ چلتا ہے۔ ادبی دنیا کے یہ مشاہیر حضرات علامہ شمس بریلوی کو اردو اور فارسی ادب کا موجودہ دور میں ایک عظیم اور گرانمایہ محقق سمجھتے ہیں۔

حضرت شمس عربی ادب اور مذہبیات پر بھی اردو فارسی کی طرح مکمل عبور رکھتے ہیں، عربی زبان کی مشہور کتابوں کے جو تراجم کیئے ہیں مثلاً: غنیۃ الطالبین، عوارف المعارف، قلائد الجواہر، تاریخ الخلفا وغیرہ وہ میرے اس دعوے پر شاہد ہیں ہاں یہ ضرور ہے کہ عربی زبان میں آپ کی کوئی تصنیف یادگار نہیں ہے۔ البتہ عربی شاعری میں آپ کے کلام کے کچھ نمونے نظر سے گزرے ہیں۔

حضرت شمس بریلوی علیہ الرحمہ کے سلسلے میں یہاں کچھ مشاہدات بیان کرنا چاہتا ہوں جن سے حضرت شمس کے کمال علم و فضل کا کچھ اندازہ ہو سکے گا۔ یہ غالباً ۱۹۸۵ء کی بات ہے جب خانقاہ مارہرہ شریف کے سجادہ نشین حضرت حسن میاں صاحب مارہروی علیہ الرحمہ (المتوفی ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء) اپنے دورہ پاکستان کے سلسلے میں کراچی تشریف لائے ہوئے تھے۔ حضرت

Marfat.com

حسن میاں صاحب سے شرف نیاز کے حصول کے لئے یہ ہیچمدان بھی ان کی قیام گاہ پرانی نمائش پر حاضر خدمت ہوا۔ آپ بڑی محبت اور بزرگانہ شفقت سے پیش آئے۔ اثناء گفتگو فرمایا کہ پروفیسر صاحب کیا حضرت شمس بریلوی سے ملاقات ممکن ہوسکتی ہے، میں ان کو تکلیف دینا نہیں چاہتا وہ اب کافی ضعیف ہوچکے ہوں گے آپ مجھے ان کے دولت کدے لے چلیں یا کوئی ملاقات کا بندوبست کریں۔ میں نے عرض کیا کہ آپ دونوں بزرگوں کی ملاقات فقیر کے غریب خانے پر ممکن ہے۔ میں تاریخ اور وقت سے جلد ہی آپ کو مطلع کروں گا۔ یہ سن کر قبلہ حسن میاں صاحب بہت مسرور ہوئے اور فرمانے لگے کہ جلد ہی اس ملاقات کا انتظام کیجئے تاکہ ہم ان سے مل کر اپنی وہ مشکل حل کریں جو برسوں سے عقدۂ لاینحل بنی ہوئی ہے اور کوئی بھی آج تک حال پیش نہیں کرسکا۔ وہ مشکل دراصل اعلیٰحضرت عظیم البرکت علیہ الرحمہ کے کچھ نعتیہ اشعار ہیں جو حدائق بخشش میں شامل ہیں۔ اب تک جن حضرات سے بھی اس سلسلے میں رجوع کیا ہے ناکامی رہی ہے۔ حضرت شمس بریلوی نے چونکہ اعلیٰ حضرت قبلہ کے نعتیہ دیوان ''حدائق بخشش'' کا ادبی و تنقیدی جائزہ لکھا ہے وہی ان اشعار کی تشریح کرسکیں گے۔ آپ ملاقات کا جلد اہتمام فرمائیں۔

چنانچہ حضرت شمس بریلوی صاحب سے شرف نیاز حاصل کر کے تاریخ اور وقت ملاقت متعین کیا یہ دونوں بزرگوار ہستیاں ایک شام غریب

Marfat.com

خانے پر قدم رنجہ ہوئیں۔ دونوں بزرگ بڑے ہی تپاک اور گرمجوشی سے ملے، مصافحہ اور معانقہ کیا اور پرسش حال کے بعد حضرت حسن میاں صاحب نے گفتگو کا آغاز کیا۔ یہ علمی نشست تقریباً دو گھنٹے جاری رہی اور یہ گفتگو کیسٹ پر محفوظ بھی کرلی گئی تھی۔ جو حسن میاں صاحب کے پاس محفوظ ہے۔ میں یہاں اس علمی وادبی گفتگو کے چند پہلوؤں کا ذکر کروں گا۔

حضرت حسن میاں صاحب علیہ الرحمہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا نعتیہ دیوان ''حدائق بخشش'' اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے تھے اور جابجا صفحات پر نشانیاں بھی رکھی ہوئی تھیں۔ حضرت حسن میاں نے فرمایا، شمس صاحب آپ سے اعلیٰ حضرت کے چند نعتیہ اشعار کی تشریح درکار ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ برصغیر پاک و ہند میں صرف آپ ہی ان اشعار کی تشریح کرسکیں گے۔ کہ آپ ہی نے کلام رضا کا ادبی اور تحقیقی جائزہ پیش کیا ہے میں نے کئی حضرات سے ان اشعار کی تشریح کے سلسلے میں رجوع کیا مگر مجھے کوئی بھی ان اشعار کے مطالب و مفاہیم سے مطمئن نہ کرسکا۔ حضرت حسن میاں نے سب سے پہلے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا یہ شعر پڑھا اور فرمایا کہ آپ اس کی تشریح فرمائیں۔

بلبل و نیل پر و کبک بنو پروانو
مہِ خورشید پہ ہنستے ہیں چراغانِ عرب

Marfat.com

حضرت شمس نے بے تامل فرمایا کہ اعلیٰ حضرت کے اس شعر کا بنیادی خیال اس شعر میں موجود ہے۔

کہہ دو یہ کوہکن سے کہ مرنا نہیں کمال

مر مر کے ہجرِ یار میں جینا کمال ہے

اس شعر میں ایک تلمیح ہے جب تک صاحب ذوق اس سے آگاہ نہیں ہوگا اس شعر کو نہیں سمجھ سکے گا۔ تلمیح یہ ہے کہ ''بلبل'' گل پر فریفتہ ہے۔ نیل پر (فاختہ کے برابر جسم والا بہت ہی خوبصورت پرندہ) آفتاب پر عاشق ہے اور ''کبک'' نیل پر کی طرح بجائے آفتاب کے ماہتاب پر جان دیتا ہے۔ یہ تینوں عاشقان صادق اپنے محبوب کے لئے جان کا نذرانہ پیش کرتے ہیں۔ بلبل تو گلبن پر منڈلاتی ہے اور چکر لگاتے لگاتے بیخود ہو کر گل پر اپنے رخسار رکھ کر بے ہوش ہو جاتی ہے اور بار بار کے اس عمل سے اس کو اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑتے ہیں (مولانا محمد حسین آزاد نے سخندان فارس میں اس کیفیت کو تفصیل سے نقل کیا ہے) ''نیل پر'' جب آفتاب نصف النہار پر ہوتا ہے تو اس تک پہنچنے کے لئے بے تحاشہ پرواز کرتا ہے اور بعد تاب وتواں پرواز کرتا ہے اور آخر کار اس پرواز میں اس کا جگر پھٹ جاتا ہے اور فضا سے مردہ زمیں پر گرتا ہے۔ ''کبک'' کا بھی یہی حال ہے کہ ماہتاب پر فریفتہ ہے ماہ کامل کو دیکھ کر بے تحاشہ چیختا ہے یا اس کی طرف پرواز کرتا ہے اور ''نیل پر'' کی طرح آخرکار یہ بھی مرکر زمین پر آ گرتا

Marfat.com

ہے۔ کبک نیل پر سے تقریباً دوگنا اور سہ گنا بڑا ہوتا ہے۔ بعض لوگ ''کبک'' کو گھروں میں پالتے ہیں اور اس کے پنجرے کو چاندنی سے اس حد تک بچاتے ہیں کہ اس کے پنجرے پر دو تین بستنی چڑھاتے ہیں اگر چاندنی کی ایک کرن بھی دیکھ لیتا ہے تو پھر بے تحاشہ چیختا ہے۔

اس تلمیح کو سامنے رکھتے ہوئے شعر کے مفہوم پر غور کیجئے کہ حضرت رضا فرماتے ہیں کہ اے پروانو! تم شمع محفل پر اس طرح خاموشی سے جان کو قربان کرتے ہو جان اگر قربان کرنا ہے تو بلبل، نیل پر اور کبک کی طرح قربان کرو کہ چراغانِ عرب تو مہِ خورشید سے بھی زیادہ فروزاں ہیں شمع محفل کا کیا ذکر اس طرح حضرت شمس کئی منٹ تک اس شعر کی تشریح فرماتے رہے جو کیسٹ پر محفوظ ہے۔

اس کے بعد چند اشعار حدائق بخشش سے قبلہ حسن میاں صاحب نے اور پیش کئے اور علامہ شمس صاحب ان تمام اشعار کے مطالب و مفاہیم شرح و بسط کے ساتھ بیان فرماتے ہیں رہے۔ اسی ضمن میں قبلہ حسن میاں صاحب نے اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کے ایک اہم اور عسیر الفہم نعتیہ قصیدے کے چند اشعار پیش فرمائے یہ نعتیہ قصیدہ مصطلحات علم ہیئت سے معمور ہے اور سوائے حضرت شمس کے کسی نے بھی ان اشعار کی تشریح نہیں کی (خیال رہے کہ اس قصیدہ کے تقریباً ۸۰/اشعار کی شرح حضرت شمس صاحب نے ''معارف رضا'' جلد چہارم، ہفتم و ہشتم کے لئے تحریر فرمائی)۔

Marfat.com

حضرت قبلہ حسن میاں نے اس قصیدے سے پہلا شعر جو پڑھا وہ یہ تھا۔

طرفہ کھلے چار باغ ، ایک نمونے کے تین
تینوں میں چار آشیج ، چاروں کی تازہ پھبن

اسی قبیل کے ۳-۴/ اشعار کے بعد قبلہ حسن میاں نے یہ شعر ارشاد فرمایا۔

نقطہ پہ خط کھینچئے سطح کہے خط غلط
تن کہے میں ہو فقط جاں کہے مٹی ہے تن

اس قصیدہ کے تقریباً ۲۰-۲۵/ اشعار کی تشریح علامہ شمس صاحب نے اس سرعت وروانی کیساتھ پیش کردی کہ حضرت قبلہ بھی حیرت زدہ تھے۔ اس کے بعد چائے پیش کی گئی جب محفل برخاست ہونے لگی تو قبلہ حسن میاں صاحب نے حضرت شمس صاحب کو مخاطت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ شمس صاحب آپ کی ذات میرے نزدیک ایک واحد ذات ہے جو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے ان مشکل اشعار کو بآسانی سمجھ سکی ہے اور س کی تشریح کی ہے۔ آپ کے علاوہ اور کوئی ان کے مفاہیم ومطالب بیان کرنے والا نہیں۔ حضرت حسن میاں صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ میرے فرزند امین میاں علی گڑھ یونیورسٹی میں اردو کے شعبہ سے وابستہ ہیں وہ جلد ہی کراچی آنے والے ہیں آپ ازراہِ کرم ان کو اپنی شاگردی میں لے لیں۔ حضرت شمس صاحب نے مناسب الفاظ میں اس کا جواب دیا۔ اس طرح یہ اہم ادبی

Marfat.com

نشست اختتام پذیر ہوئی۔

ایک اور اہم ادبی مرحلہ میرے سامنے پیش آیا اور یہ واقعہ ۱۹۸۷ء کا ہے کہ ایک روز میں حضرت شمس صاحب کی خدمت میں فیڈرل بی ایریا حاضر ہوا صبح ۱۰ بجے کا وقت تھا حضرت نے فرمایا آپ خوب آئے ابھی کچھ ہی دیر بعد ادبی محفل منعقد ہوگی وہ یہ کہ خانہ فرہنگ ایران، سفارت خانہ ایران اسلام آباد سے کچھ حضرات میرا انٹرویو لینے آرہے ہیں۔ یونیسکو اور ایران کے باہمی اشتراک سے حضرت خواجہ حافظ شیراز کی ہشت صد سالہ (۸۰۰) تقریب وفات شیراز میں منائی جارہی ہے۔ خواجہ حافظ شیراز کے سلسلے میں میرا یہ انٹرویوں اسی لئے لیا جارہا ہے کہ میں نے دیوان حافظ کی شرح ۱۹۶۶ء میں حواشی، توجیحات وتعلیقات کے ساتھ مرتب کی تھی جس کو ایچ. ایم سعید کمپنی کراچی نے شائع کیا تھا اور ایرانی ادباء اس سے باخبر ہیں۔ اسی ادارہ نے میری مرتبہ ''شرح گلستان و بوستان'' بھی شائع کی۔ یہ گفتگو ہورہی تھی کہ تین نفوس پر مشتمل ایک جماعت آپہنچی۔ ٹیم میں ایک مووی کیمرہ مین بھی ان کے ساتھ تھا۔ شمس صاحب نے ان کو فارسی زبان میں گفتگو کرتے ہوئے بتایا کہ ثقل سماعت کے باعث میں آپ کے سوالات اچھی طرح نہیں سن سکوں گا لہذا آپ جو کچھ مجھ سے دریافت کرنا چاہتے ہیں وہ تحریر کردیں اس سہ رکنی جماعت کے سربراہ جناب نجفی صاحب نے انٹرویو کے لئے تین سوال فارسی میں تحریر کرکے حضرت شمس کو پیش کئے۔

Marfat.com

۱-آپ خواجہ حافظ کی شاعری سے کس طرح روشناس ہوئے۔

۲-آپ نے جو دیوان حافظ کی شرح لکھی ہے اس شرح کے محرکات کیا تھے۔

۳-خواجہ حافظ کا جو کلام آپ کو پسند ہے اس سے مطلع کیجئے اور خواجہ حافظ کی خصوصیات شاعری پر کچھ فرمایئے۔

حضرت شمس بریلوی نے تقریباً ۲۰ منٹ تک بڑی روانی سے ان سوالات کے جوابات فارسی میں دیئے جو ٹی.وی کیمرے نے ریکارڈ بھی کر لئے۔

نجفی صاحب نے انگریزی زبان میں گفتگو کرتے ہوئے شمس صاحب کے انٹرویو کے بعد کہا کہ حضرت شمس جس روانی سے فارسی زبان بول رہے ہیں غیر ایرانی افراد بہت کم ایسے ہیں جو اتنی روانی سے فارسی بول سکتے ہیں۔ آپ لوگوں کو ان کی بہت قدر کرنا چاہیے۔ اس کے بعد چائے سے ان حضرات کی تواضع کی گئی اور یہ محفل برخاست ہوئی۔ ہاں مجھے یاد آیا ان افراد نے یہ بھی بتایا کہ حضرت کا انٹرویوں ایرانی ٹیلی ویژن سے نشر بھی ہوگا

حضرت شمس صاحب نے ان کے جانے کے بعد مجھے شیراز میں منعقد ہونے والی بین الاقوامی حافظ شیراز کانفرنس کا دعوت نامہ بھی دکھایا جو ان کو اسلام آباد کے ایرانی سفارت خانے کی معرفت موصول ہوا تھا۔ حضرت شمس صاحب اپنی شدید علالت اور جسمانی کمزوری کے باعث اس کانفرنس میں شریک نہ ہو سکے۔ ایرانی ادبی حلقوں میں شمس صاحب اپنی تصانیف (شروح و تالیفات) کے باعث عرصے سے روشناس ہیں۔ شرح

Marfat.com

گلستاں، شرح بوستان، شرح دیوان حافظ کے علاوہ شمس صاحب نے فارسی ادب کی ایک اہم خدمت اور انجام دی ہے کہ ''کلیات جامی'' کی تدوین و تالیف بھی فرمائی ہے۔ جس میں وجہ تالیف مسجع ومقفیٰ اور قدیم طرز فارسی میں اور شرح جامی ۲۵ رصفحات پر مشتمل ہے جبکہ تنقید کلام جدید فارسی میں تحریر فرمائی ہے اور اسالیب انشائے فارسی پر اپنی پوری پوری گرفت کا اظہار فرمایا ہے۔

فارسی زبان پر آپ کی اس دستگاہ اور تبحر کا اعتراف اس طرح بھی کیا گیا ہے کہ وزارت مذہبی امور پاکستان کے شعبہ سیرت نے فارسی زبان میں لکھی جانے والی کتب سیرت کا آپ کو منصف بنایا اور آپ کی صوابدید پر کتب فارسی پر مقررہ انعام دیا گیا۔

حضرت علامہ شمس بریلوی صاحب کو فارسی زبان میں نظم و نثر دونوں پر دسترس حاصل رہا اور آپ فارسی ادب میں جو تبحر رکھتے تھے اس کا اندازہ اس امر سے بخوبی ہوسکتا ہے کہ آپ نے فارسی زبان کی معرکتہ الآرا مشہور کتب مثلاً نفحات الانس، اشعتہ اللمعات، کیمیائے سعادت اور مدارج النبوت کا نہایت ہی دلکش اردو تراجم کیئے ہیں جو مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی اور ایچ .ایم سعید اینڈ کمپنی کراچی سے شائع ہوکر صاحبان علم سے خراج تحسین حاصل کرچکے ہیں۔ آپ فارسی زبان میں بے تکلف شعر بھی کہتے تھے۔

Marfat.com

ایک بار میری ہی موجودگی میں حضرت کے دولت کدہ پر ایک صاحب تشریف لائے اور حضرت شمس صاحب سے التجا کی کہ دسویں صدی ہجری کی مشہور مثنوی جو موضوع تصوف پر ہے اور مثنوی گنج راز سے موسوم ہے اس کی شرح پر تبصرہ تحریر فرمادیں۔ حضرت نے فرمایا کے مثنوی چونکہ فارسی زبان میں ہے اس لئے میں اپنے اصول اوور دستور کے مطابق فارسی میں تبصرہ کروں گا جس کو انہوں نے قبول کرلیا۔ حضرت شمس بریلوی نے دو نشستوں میں تصوف کو موضوع تبصرہ بنا کر اسی (۸۰) اشعار میں اس تبصرے کو مکمل فرمادیا جو شائع بھی ہو چکا ہے۔

اسی طرح جناب شیخ ہاشم رضا اشرفی صاحب نے حضرت شاہ جہانگیر اشرف سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کا ایک مخطوطہ جو ۸۰۱ ہجری میں تحریر ہوا تھا حضرت شمس بریلوی کے سپرد کیا کہ آپ اس کا ترجمہ فرمادیں۔ اول تو مخطوطہ اور اس پر طرہ یہ کہ خط شکستہ میں تحریر تھا لیکن حضرت شمس بریلوی صاحب نے اس مخطوطے کا ترجمہ فرمادیا تھا جو ۸+۳۰+۲۰ سائز کے گیارہ سو صفحات پر مشتمل ہے اس ترجمہ کی کتابت ہو چکی ہے اور میری نظر سے گزری بھی ہے لیکن ترجمہ کی اشاعت کا مجھے علم نہیں۔

حضرت علامہ صاحب ایک عظیم ادبی شخصیت کے مالک تھے اور جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں کہ علامہ اردو، فارسی اور عربی ادب پر کامل دسترس رکھتے ہیں، عربی زبان میں بھی ان کے کہے ہوئے اشعار موجود ہیں

Marfat.com

۔عوارف المعارف کا جو اردو ترجمہ آپ نے کیا ہے اس پر ایک مبسوط مقدمہ بھی تحریر کیا ہے اس کے ساتھ ترجمہ کی تاریخ عربی زبان میں اس طرح لکھی ہے۔

یسرر و فکری بسیرِ المعارف
فصرت نجیحاً بوصل المآرب
فانشأت تاریخاً لاعلامِ شکری
کتابِ العوارف عروج المراقب

۱۳۹۷ھ

عربی زبان میں آپ کے نعتیہ اشعار بھی موجود ہیں لیکن مجھے تعجب اس پر ہے کہ حضرت شمس مدظلہ ان تینوں زبانوں کے علاوہ انگریزی زبان میں بھی شعر کہہ لیتے ہیں، آپ نے ایک نشست میں مجھ سے اپنا ایک واقعہ بیان کیا کہ:

''شاید ۱۹۸۰ء کی بات ہے حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند جناب عابد صاحب میرے پاس آئے اور خاندانی روابط کو واسطہ بنا کر مجھ سے کہا کہ عالی جناب شیخ الفتانی قونسلر سعودی عربیہ کراچی اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو کر سعودی عرب واپس جا رہے ہیں، میں نے ان کی الوداعی تقریب کا ہوٹل جبیس (صدر کراچی) میں

Marfat.com

اہتمام کیا ہے۔ ازراہ کرم ان کی اس الوداعی تقریب کے لئے کچھ اشعار تحریر کر دیں اور تقریب میں شریک بھی ضروری ہوں۔ میں نے انکار کر دیا لیکن جب انہوں نے بہت اصرار کیا تو میں نے شرکت کا اقرار کر لیا اور اس تقریب مین اردو فارسی عربی اور انگریزی میں الوداعی اشعار کہے‘‘

حضرت شمس صاحب جب ہوٹل پہنچے تو آپ کو اسٹیج پر بلایا گیا آپ نے سب سے پہلے انگریزی زبان میں حاضرین کو خطاب کر کے شیخ الفتانی کی مدحت میں ۸ رمصرعوں پر مشمل ایک انگریزی زبان میں شعر **(Stanza)** پڑھا جس کی ابتدائی دو سطریں یعنی مصرعے اس طرح ہیں

Oh! Good evening our beloved guest.

Sheikh AL Fatani, Gentle, Noble and Best.

ان انگریزی اشعار نے حاضرین کو حیرت میں ڈال دیا۔ اس کے بعد آپ نے عربی اور فارسی میں الوداعی اشعار پڑھ کر داد تحسین وصول کی چونکہ مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا تھا اس لئے اردو کے اشعار نہ پڑھ سکے۔ عزت مآب شیخ الفتانی حد درجہ محظوظ ہوئے اور شمس صاحب کے ساتھ کمال التفات سے پیش آئے۔ انگریزی، عربی، فارسی اور اردو کے الوداعی اشعار جناب عابد صاحب کے پاس محفوظ ہیں جو واقعہ کے شاہد بھی ہیں۔

حضرت شمس نے مجھ سے یہ بھی فرمایا کہ انگریزی زبان کی شاعری

Marfat.com

دیگر تمام زبانوں کی شاعری سے آسان ہے کہ اس میں قافیہ حرف روی ماقبل روی کی قید سے آزاد ہوتا ہے۔ صوتی ہم آہنگی ضروری ہے۔ یہ سہولت اور کسی زبان میں نہیں ہے دوسری آسانی یہ ہے کہ اس میں مصرعوں کی طوالت کی یکسانیت ضروری نہیں ایک طویل اور دوسرا کم طویل تو کوئی حرج نہیں۔

حضرت شمس صاحب کے علمی مقام کو درحقیقت ایک عالم ہی متعین کرسکتا ہے یہاں میں نے اپنے چند مشاہدات بیان کیے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ادبی دنیا میں شمس صاحب بیسویں صدی کی یادگار تھے اور ان کے اپنے منفرد شعبہ مقدمہ نگاری کے حوالے سے ان کو بیسویں صدی عیسویں کا ایک عظیم مقدمہ نگار بلکہ اس فن کا ایک یگانہ ادیب قرار دیا جاسکتا ہے۔ اپنے گرانمایہ ادبی اور تاریخی مقدمات کی بناپر حضرت شمس کے تراجم اور آپ کی نگارش کے اسلوب خاص کے باعث آپ کی تصانیف صرف پاکستان ہی میں قبول خاص وعام نہیں بلکہ بھارت میں بھی بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں اور ان کو اس قدر پذیرائی حاصل ہے کہ بھارت میں دہلی، علی گڑھ اور دوسرے بڑے شہروں کے ناشرین نے آپ کی تصانیف اور تراجم شائع کیے ہیں۔ چنانچہ دہلی کے مشہور ادارے حسنات بکڈپو اردو بازار جامع مسجد نے نفحات الانس، عوارف المعارف اور تاریخ الخلفاء کے تراجم شائع کیے ہیں۔ ان تراجم پر آپ کے مبسوط مقدمات موجود ہیں۔ علیگڑھ ایجوکیشن بک ہاؤس نے آپ کے تراجم غنیۃ الطالبین، اور تاریخ الخلفاء کو شائع کیا۔

Marfat.com

پھپھوندی سے ایک ادارہ نے آپ کا کلام رضا کا تحقیقی جائزہ شائع کیا ہے۔

میرے خیال میں حضرت شمس کے لئے یہ ایک بڑا اعزاز ہے کہ علامہ اقبال، حفیظ جالندھری، شیخ محمد اکرام اور نسیم حجازی کی طرح آپ کی تصانیف کو بھی بھارت میں اس قدر قبولیت اور پذیرائی حاصل ہے کہ وہاں کے ناشرین آپ کی کتب کو شائع کرنے پر مجبور ہیں یا اپنے ادارہ کی نیک نامی کے لئے ان کو برابر شائع کر رہے ہیں۔

اخلاق و اطوار کے اعتبار سے حضرت شمس بہت ہی سادہ طبیعت کے مالک ہیں اور مشرقی تہذیب کا ایک نمونہ ہیں، ابن الوقتی گندم نما جو فروشی، مصلحت کوشی، تصنع کی حامل گرمجوشی سے مبرا اور بغض و حسد سے نفور اور رنجش بیجا سے کوسوں دور ہیں۔ سچ بات منہ پر کہہ دیتے ہیں۔ غیبت اور کینہ پروری سے بھی بری ہیں۔

میں خود کو اس اعتبار سے ایک خوش نصیب فرد سمجھتا ہوں کہ میرے کردار کی تربیت میں علماء کرام مشائخ عظام اور دانشوران والا دستگاہ کا بہت بڑا حصہ ہے۔ علماء کرام سے میں جو حصہ پایا وہ علامہ مولانا قاری غلام رسول کشمیری (م ۱۹۹۵ء) شیخ الحدیث علامہ مولانا نصر اللہ خاں افغانی مدظلہ العالی کی پاکیزہ صحبت کا عطیہ ہے۔ مشائخ کے سلسلے میں حضرت صاحبزادہ علم الدین قادری (م ۱۹۸۶ء) ابن مولانا غلام رسول القادری علیہ الرحمہ (م ۱۹۷۲ء) کی ہستیاں میرے لئے چراغ راہ اور رہبر منزل رہی ان

Marfat.com

حضرات کی صحبت میں جو وقت گزرا ہے اس میں تصوف کے رنگ کو جو میں نے سمجھا ہے وہ یہ ہے کہ نہایت خلوص اور خاموشی کے ساتھ بزرگوں کی صحبت کو اختیار کیا جائے۔ قلب کی صفائی خود بخود ہوتی چلی جائے گی۔ اور صبغت اللہ کا رنگ دل پر چڑھتا چلا جائے گا۔

دانشوران گرامی قدر میں پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ مجھے ایک منفرد دانشور نظر آئے اگرچہ آپ کی ذات گرامی میں مشیخت بھی بدرجہ اتم موجود ہے لیکن میں نے آپ کو ایک دانشور کی حیثیت سے منفرد پایا کہ آپ کی ذات کو اسوہ رسول ﷺ میں اس طرح مستغرق پایا کہ کسی اور دانشور میں مجھے یہ رنگ ہرگز نظر نہ آیا۔ یہ اپنی اپنی نظر ہے۔ قبلہ مسعود صاحب کی یہ انفرادیت فراموش نہیں کی جاسکتی کہ شریعت اور جدید افکار کا امتزاج آپ کی ذات میں اس طرح رچا بسا ہے کہ شاید ہی کوئی دوسرا ادیب اس سے بہرہ دار ہو۔ میں نے جو چیز آپ سے سیکھی وہ یہ ہے کہ انسان اپنی بات ضرور کہے لیکن دوسرے پر اعتراض سے گریز کرے اور میں نے محسوس کیا کہ ان کا یہ مثبت عمل کا نمونہ خود ان کی زندگی میں مثمر اعتبار و اعتماد اور نتائج مفیدہ سے بہرہ ور ہے۔

حضرت شمس بریلوی علیہ الرحمہ کی ادبی خدمات کے سلسلے میں احقر نے اپنے یہ چند مشاہدات پیش کئے ہیں تاکہ آپ کی ادبی خدمات میں یہ پہلو بھی اجاگر ہو سکے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ملفوظات شمس

اول ملفوظ-۱۳ر نومبر ۱۹۹۳ء:

احقر نے کنز الایمان و دیگر قرآنی تراجم کے عنوان پر پروفیسر ڈاکٹر مسعود صاحب کے زیر نگرانی Ph.D کا مقالہ لکھ کر کراچی یونیورسٹی میں ۱۹۹۰ء پیش کیا تھا مقالہ کی تیاری میں حضرت شمس بریلوی صاحب کی بھی مدد شامل حال رہی اور وقتاً فوقتاً احقر کو مشوروں سے نوازتے بھی رہے اور اس بات کی برابر خبر رکھتے کہ مجھے سند کب ملے گی الحمدللہ ۱۹۹۳ء میں احقر کو سند حاصل ہو گئی چنانچہ میرے احباب اور علمی حلقے میں سب سے پہلے علامہ شمس بریلوی صاحب نے اپنے گھر پر احقر کے اعزاز میں ایک عشائیہ ترتیب دیا جو میرے لئے زیادہ اعزاز کی بات تھی اس مختصر سی محفل میں مندرجہ ذیل حضرات تشریف فرما تھے:

Marfat.com

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	سرپرست ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل
علامہ وجاھت رسول قادری	صدر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل
جناب منظور حسین جیلانی	فنانس سکریٹری ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل
جناب حاجی محمد شفیع قادری	نائب صدر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل
جناب اقبال اختر القادری	آفس سکریٹری ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل
جناب افسر خاں قادری،	ناظم اسلام آباد برانچ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل
جناب ڈاکٹر خضر نوشاہی صاحب	سجادہ خانقاہ نوشاہی
جناب الحاج خورشید احمد	نعت خواں
جناب سرتاج احمد خاں	داماد حضرت شمس

عشائیہ سے قبل مجلس کی میزبانی فرماتے ہوئے حضرت شمس نے محفل کی وجہ تمہید بتائی کہ آج آپ سب کو اس لئے یہاں جمع کیا ہے کہ ہمارے ہردل عزیز پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب نے Ph.D کی سند حاصل کرلی ہے اب ڈاکٹر کہلانے کے مستحق ہوگئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو مزید دین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے کاش کہ ان کے والد ماجد آج زندہ ہوتے تو ان کے اس کارنامہ سے بہت خوش ہوتے الحمد اللہ آج فقیر بھی بہت خوش ہے کہ ہمارے فاضل نوجوان نے اتنا بڑا اعزاز حاصل کیا اس کے بعد حضرت نے ایک بہت بڑا پھولوں کا گجرا احقر کے گلے میں ڈالا اور گلے لگا کر دعائیں دیں فقیر نے بھی آپ کے ہاتھ کا بوسہ لیا۔ اس کے بعد قرآن

Marfat.com

کریم کی تلاوت شروع ہوئی اور پھر الحاج خورشید احمد نے اعلیٰ حضرت کی ۳ رنعتیں خوش الحانی کے ساتھ پڑھیں جس سے سب کے دلوں کو سرور حاصل ہوا۔ خورشید صاحب کے بعد حضرت شمس بریلوی صاحب نے اپنی جیب سے ایک کاغذ نکالا اور ارشاد فرمایا کہ یہ حضرت مجید اللہ قادری کے اس کارنامے پر ایک نظم لکھی ہے آپ لوگ سماعت فرمائیں حضرت نے وہ پوری نظم پڑھی جو یہاں پیش خدمت ہے۔

مقالہ پی۔ایچ۔ڈی

کنز الایمان اور معروف تراجم قرآن

ڈاکٹر مجید اللہ قادری

(ایم ایس سی، ایم۔اے پی۔ایچ۔ڈی)

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا پاکستان
کراچی ــــــ اسلام آباد

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حبّذا ! اے طالع فرخندہ کار   رحمتِ حق کا بنا امید وار

لوحش اللہ اے مجید قادری   تو بنا شایان لطف کروں

حق کی رحمت نے لیا آغوش میں   بن گئیں تیری مسائی سازگار

تجھ پہ ہے احمد رضا کا یہ کرم   ان کی نسبت سے بڑھا تیرا وقار

آن میں بس پار بیڑا ہوگیا   رحمتِ شاہ دو عالم ﷺ کے نثار

''کنزِ ایمان'' ترجمہ قرآن کا   ہے بغیر ریب و شک اک شاہکار

بارگاہ حق میں عجزِ بندگی   حضرت احمد رضا کا ہے شعار

ہے وہ بے باکیوں سے پاک وصاف   جن سے گھٹتا ہو نبوت کا وقار

''کنزِ ایمان'' پر ہو تحقیق انیق   جب ہوئے اس سمت میں تم رہسپار

رہنمائی حضرت مسعود نے   اس سفر میں کی تمہاری بار بار

منزلِ مقصود کو پا ہی لیا   ہوگئے اس راہ میں تم کامگار

فلسفہ کے ڈاکٹر تم بن گئے   مل گیا آخر پی.ایچ.ڈی کا وقار

ہیں مرے اشعار تفسیرِ خلوص   تا رہے تبریک میری یادگار

از سرِ کیف طرب تاریخ

شمسؔ بس کہدو علو وافتخار

Marfat.com

نظم سننے کے بعد فقیر نے حضرت کی قدم بوسی فرمائی حضرت نے
مزید دعائیں دیں اور پھر ما حاضر پیش کیا گیا اس طرح سے عشائیہ کی تقریب
اختتام پذیر ہوئی۔

۱۷ اپریل ۱۹۹۴ء:۔

احقر شام کو جب آپ کے دولت کدہ پر پہنچا تو حال احوال کے بعد
گفتگو اولیا اللہ کے اوصاف وکمال پر شروع ہوئی اس موقع پر آپ نے ولی
اللہ کی تعریف میں اپنا ایک قطعہ سنایا!

اللہ اللہ یہ ذکر خفی وجلی
ہر سانس میں اللہ غنی کہتے ہیں
پر نفس کا ہے قتل بہت مشکل
ہم نفس کے قاتل کو ولی کہتے ہیں

اسی نشست میں اعلیٰ حضرت کی شاعری پر بات چھڑ گئی تو آپ نے فرمایا کہ
''اعلیٰ حضرت کی نظر عورتوں کے محاورات اور امور خانہ داری پر
بھی بڑی گہری تھی بطور مثال حضرت شمس نے اعلیٰ حضرت کے'''' قصیدہ
معراجیہ'' سے یہ شعر پڑھا:

نہا کے نہروں نے وہ چمکتا لباس آب رواں کا پہنا
کہ موجیں چھڑیاں تھیں دھار لچکا حباب تاباں کے تھل ٹکے تھے

پھر فرمایا کہ لچکا بریلی میں پٹاخے کی گوٹ کو کہا جاتا ہے اور یہ

Marfat.com

ترچھی رنگ برنگی گوٹ عورتیں اپنے دوپٹے میں لگاتی ہیں اور ''تھل'' ابھا رردار بٹن کو کہتے ہیں۔

اس کے بعد آپ نے ایک مزید شعر اسی قصیدہ کا پڑھا۔

زبانیں سوکھی دکھا کے موجیں تڑپ رہی تھیں کہ پانی پائیں
بھنور کو یہ ضعف تشنگی تھا کہ حلقے آنکھوں میں پڑ گئے تھے

آپ نے مندرجہ ذیل ایک شکل بنائی اور بتایا کہ بھنور خود کس طرح پانی سے محروم ہوتا ہے کہ اس کے چاروں طرف پانی ہوتا ہے جس کے باعث بھنور بنتا ہے مگر درمیاں میں خلا ہوتا ہے جس کے اندر پانی نہیں ہوتا ہے۔

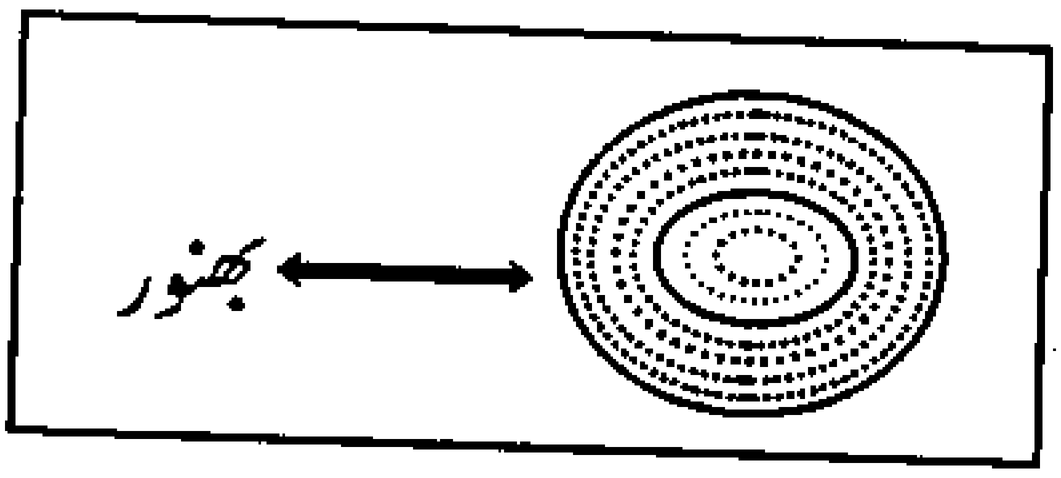

چاروں طرف پانی ہے مگر بھنور کے مرکز میں خلاء ہے جہاں پانی نہیں ہے اور یہ ہی بھنور کی تشنگی ہے۔

احقر نے اسی نشست میں گفتگو کا پہلو بدلتے ہوئے استفسار کیا کہ حضرت یہ بتائیں کہ امام احمد رضا محدث بریلوی کی شاعری میں آپ کو کس شاعر کا پرتو نمایاں معلوم ہوتا ہے، ارشاد فرمایا!

آپ کی شاعری میں استاد مومن خاں مومن کی جھلک ہے اور وجہ اسکی معنی آفرینی ہے یہ شعر ملاحظہ کیجئے:-

Marfat.com

دعا بلا تھی شب غم سکون جاں کے لئے
سخن بہانہ ہوا مرگ ناگہاں کے لئے

مزید شعر سنیئے:

دفن جب خاک میں ہم سوختہ ساماں ہوں گے
فلس ماہی کے گل شمع شبستاں ہوں گے

اب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا یہ شعر دیکھئے:

بلبل و نیل پرو کبک بنو پروانو
مہ و خورشید پہ ہنستے ہیں چراغان عرب

حضرت نے اس کے بعد چائے اور ناشتہ احقر کو پیش کیا اور یوں نشست اختتام پذیر ہوئی۔

☆☆☆

Marfat.com

۲۰ اپریل ۱۹۹۴ء:-

حاضر خدمت ہوا، گھر میں آپ کے علاوہ کوئی نہیں تھا فرمایا آج ہمارے ہاتھ کی چائے پیجئے احقر نے بہت منع کیا مگر تھوڑی دیر میں چائے بنالائے اور ساتھ ہی چند اقسام کے بسکٹ بھی پیش فرمائے پھر گفتگو جبر و اختیار سے متعلق چل نکلی اس سلسلے میں آپ نے اپنے چند اشعار سنائے۔

مجبوری حیات میں کیا دخلِ اختیار
جینا پڑا ہے مجھ کو جئے جا رہا ہوں میں
مجبور ہوں تو سارے زمانے پہ اختیار
ہوتا میں کیا جو ہوتا اگر اختیار میں
ان نامرادیوں میں گوارہ کہ اے حیات
جینا پڑا ہے مجھ کو جئے جا رہا ہوں میں

اسی نشست میں دوران گفتگو فرمایا کہ احقر سورۂ ابراہیم کا مطالعہ کر رہا تھا لیکن ایک بات سمجھ میں نہیں آئی کہ اس آیت کریمہ میں

قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِی اللّٰہِ شَکٌّ ...... (الخ سورۃ ابراہیم-۱۰)

(ان کے رسولوں نے کہا کیا اللہ میں شک ہے)

میں رسولوں کے قول کو قالت مونث کی ضمیر کے ساتھ کیونکر بیان کیا گیا آپ سوچ کر بتائیے یا علماء کرام سے اس کی توجیہہ معلوم کر کے بتایئے۔ احقر نے جواب دیا کہ مجھے تو معلوم نہیں البتہ علمائے کرام سے

Marfat.com

استفادہ کر کے بتاؤں گا۔

پھر فرمایا کہ ''ہُبل'' نامی بت کا ذکر قرآن میں نہیں جبکہ کئی بتوں کا ذکر ہے ساتھ ہی فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بدترین دشمن نمرود پر عذاب الٰہی اس لئے نازل نہیں ہوا کہ نمرود نے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو رخصت کیا تھا تو بہت ہی ادب و احترام کے ساتھ اور اس الوداعی موقع پر اسنے چار ہزار گائے کی قربانی پیش کی تھی۔

اس نشست میں گفتگو ترجمہ وتفسیر قرآن پر جاری تھی کہ فرمایا قادری صاحب مولوی اشرفعلی تھانوی کو ''بقرۃ'' کے معنی تک نہیں آتے تھے انہوں نے سورۃ ''بقرۃ'' کے اندر آٹھویں رکوع میں جہاں جہاں ''بقرۃ'' آیا وہاں انہوں نے اس کا ترجمہ ''بیل کیا ہے لگتا ہے کہ وہ ترجمہ کے فن سے بھی واقف نہ تھے اگر وہ ضمائر پر غور کرتے تو کبھی مذکر ترجمہ نہ کرتے کہ بیل مذکر ہے جبکہ تمام ضمائر ''ماھِیَ''، ''لَـدُنُهَا'' اور خود ''بقرۃ'' کی گول ''ۃ'' اس بات کی نشاندہی کر رہی ہے کہ یہ مونث جانور ہے مگر نہ جانے کیوں انہوں نے اس کو مذکر بنا کر ''بیل'' کے ساتھ ترجمہ کیا ہے۔ مجھ سے فرمایا کہ اگر آپ نے اپنے Ph.D مقالہ میں اس آیت کو شامل نہیں کیا ہے تو اس کو ضرور شامل کرلیں اور بتائیں کہ جو شخص لفظ ''بقرۃ'' کا صحیح مفہوم اور ترجمہ نہیں کرسکتا تو بقیہ ترجمہ کا کیا معیار ہوگا۔ احقر نے آپ کے ارشاد کے مطابق آیت کا ترجمہ دیکھا اور اپنی Ph.D کے مقالے میں اسکا اضافہ

Marfat.com

کیا۔ احقران دنوں اپنے مقالہ ''کنز الایمان اور دیگر معروف اردو قرآنی تراجم'' کی اشاعت سے قبل نظر ثانی کر رہا تھا۔

۲۰ مئی ۱۹۹۴ء:۔

اس نشست میں نعتیہ شاعری پر گفتگو ہوئی آپ نے فرمایا کہ داغ دہلوی نے اپنی پوری زندگی میں نعت پاک کے صرف ۴ر اشعار کہے تھے ایک شعر ملاحظہ کیجئے۔

تو جو اللہ کو محبوب ہوا خوب ہوا

خوب ہوا خوب ہوا خوب ہوا

پھر فرمایا کہ مرزا غالب نے بھی بزبان فارسی صرف ایک نعت رسول مقبول ﷺ کہی ہے اور استاد ذوق نے جو ایک نعتیہ غزل لکھی ہے وہ انہوں نے حکیم تجمل کے لئے کہی تھی۔

گفتگو بڑھتے بڑھتے حضور سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ العزیز کی شاعری تک آئی تو فرمایا کہ مجید اللہ صاحب! وحدت کا ٹکڑا آپ سمجھتے ہیں اور اعلیٰ حضرت کے اس مصرعے کا کیا مطلب ہوگا۔

نور وحدت کا ٹکرا ہمارا نبی

پھر خود ہی فرمایا کہ میرے خیال میں یہاں کتابت کی غلطی رہ گئی ہے کیونکہ ''نور وحدت کا ٹکڑا'' کی کوئی توجیہہ سمجھ میں نہیں آ رہی ہے اور نور

Marfat.com

کے ٹکڑے ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ لفظ ٹکڑا کے بجائے ''تیغا'' یا ''تیشا'' ہونا چاہئے تھا۔ تیغا ایک ہی ضرب میں ٹکڑے ٹکڑے کردینے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور تیشا بمعنی کلہاڑی کے مستعمل ہے تو میرے نزدیک اس مصرعہ کو یوں پڑھنا چاہئے:

نور وحدت کا تیغا ہمارا نبی

اس نشست میں گفتگو قصیدہ معراجیہ تک پہنچی تو معراج نبوی ﷺ پر گفتگو فرماتے ہوئے حضرت شمس بریلوی علیہ رحمتہ نے اپنے والد بزرگوار حضرت عاصی بریلوی (المتوفی ۱۹۳۷ء) کا یہ شعر سنایا:

وہ اتنی جلد سیر لامکاں کرکے ہوئے واپس
کہ تھی زنجیرِ در جنبش میں اور گرمی تھی بستر میں

اس کے بعد ایک اپنا شعر بھی سنایا:

جو اس منزل پر ہو پھر پوچھنا کیا اس کی منزل کا
قدم پہلا بڑھائے اور حریم ناز آجائے

اسی دوران آپ نے احقر سے سوال کیا کہ قادری صاحب آپ نے بھی قرآن پاک کا مطالعہ کیا ہے اور تقریر کرنے کے لئے بھی آپ برابر قرآن پاک سے استفادہ کرتے ہیں یہ بتائے کہ قرآن میں سفر معراج میں جانے کا ذکر تو سورۃ بنی اسرائیل کی پہلی آیت کریمہ میں موجود ہے واپسی کا ذکر کس آیت میں ہے فقیر کو فوری جواب ذہن میں نہیں آیا پھر خود ہی

Marfat.com

فرمایا کے قربان جایئے اعلیٰ حضرت پر اور ان کے فہم قرآن پر آپ نے سورۃ نجم کی پہلی آیت کریمہ:

والنجم اذا ھوٰی ہ

اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے

کا جو ترجمہ کیا ہے وہ اردو زبان کے تراجم میں بالکل منفرد ہے آپ نے قرآن پاک کی اس آیت کریمہ کا جو ترجمہ کیا ہے اس سے نبی کریم ﷺ کی سفر معراج سے واپسی کا اس طرح ثبوت پیش کر دیا ہے کہ داد دیئے بغیر نہیں رہا جا سکتا۔ میں نے (حضرت شمس نے) سوچا کہ اللہ پاک نے حضور ﷺ کے معراج کے جانے کا ذکر کیا ہے لیکن واپسی کے لئے کوئی ذکر نہیں اور دل یہ کہتا کہ قرآن میں کوئی نہ کوئی آیت ضرور رہی ہوگی چنانچہ جب میں نے اعلیٰ حضرت کا ترجمہ پڑھا تو پھڑک اٹھا۔ قربان جائے اعلیٰ حضرت کے کہ آپ نے ''والنجم اذا ھوٰی'' کا توضیحی ترجمہ کر کے سفر معراج سے واپسی کے لئے بھی قرآن کا پتہ دے دیا۔

اسی نشست میں امام باقر رضی اللہ عنہ کا ذکر آیا تو فرمایا کہ کہ باقر کے معنی ہیں بہت بسیار خواندہ اور نشست کے آخر میں اپنا یہ شعر بھی سنایا:

محدود شمسؔ یہ مرا سوزِ نہاں نہیں
میں کیا بتاؤں درد کہاں ہے کہاں نہیں

Marfat.com

اور فرمایا کہ دونوں مصرعوں میں نہاں اور کہاں ایطا ہیں اور شعراء اکثر قوافی میں ایطا استعمال کرتے ہیں۔

جون ۱۹۹۴ء

حاضر خدمت ہوا، حال احوال کے بعد حضرت شمس کی خدمت میں پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مدظلہ العالی کی تازہ تالیف ''انتخاب حدائق بخشش'' کا نسخہ پیش کیا۔ آپ نے ایک نظر ڈالی اور اس انتخاب کو خوب سراہا اور احقر سے عرض کیا کہ قبلہ ڈاکٹر صاحب کو اس کاوش پر میری جانب سے بہت بہت مبارکباد پیش کردے گا۔

''احقر نے حضرت سے سوال کیا کہ حضرت اس کتاب میں پروفیسر وسیم بریلوی (صدر شعبہ اردو بریلی کالج انڈیا) نے مختلف شعراء اردو کی خصوصیات کو اعلیٰ حضرت کی شاعری میں یکجا بتایا ہے۔احقر نے وہ عبارت پڑھ کر سنائی ملاحظہ کیجئے:

> ''اردو شاعری کے ناقدین نے میرؔ سے لے کر فراقؔ تک سبھی کے قد ناپے مگر اردو غزل کے بہترین پارکھ نے بھی یہ ہمت نہیں کی کہ مولانا احمد رضا کی نعت کے منفرد رکھ رکھاؤ سے بحث کر سکتا۔ اردو کے بڑے شاعروں کا سارا بڑا پن شاعرانہ سحر کاریوں کے گرد گھومتا ہے۔ ان سب کا جلوہ ایک

Marfat.com

جگہ اور پورے فکری وفنی التزام کے ساتھ اگر دیکھنا ہو تو فاضل بریلوی کی ''حدائق بخشش'' دیکھیں۔ یہاں میرؔ کی درد مندی بھی ہے، غالبؔ کا تفکر بھی، مومنؔ کی شائستہ نظری بھی ہے، سوداؔ کی خلاقی ذہنی بھی، دردؔ کی عارفانہ سادگی بھی ہے، ذوقؔ کی زبان دانی بھی، اقبالؔ کی فلسفیانہ گہرائی بھی ہے، حالیؔ کی عاجزی وانکساری بھی، جگر کی والہانہ ربودگی بھی ہے، فانیؔ کی فلسفیانہ نظری بھی، حسرتؔ کی واقعیت بھی ہے اور اصغرؔ کی معرفت پسند بھی''۔

اس پر آپ کا کیا خیال ہے آپ نے صرف مولانا حسرت کی بابت ارشاد فرمایا:

''مولانا حسرت کی شاعری میں واقعیت کا پہلو بہت نمایا ہے، آپ نے گیارہ حج ادا فرمائے اور بارہ دفعہ زیارت روضہ رسول ﷺ کے لئے تشریف لے گئے اگر چہ فقیر تھے جبکہ ڈاکٹر محمد اقبال نے صاحب حیثیت ہوتے ہوئے بھی۔ نہ حج کیا اور نہ ہی ایک دفعہ بھی زیارت روضہ رسول ﷺ کے لئے تشریف لے گئے''۔

اسی گفتگو کے دوران علی سکندر جگرؔ مرادآبادی کا ذکر بھی نکل آیا تو آپ نے ان کے تعلق سے اپنا ایک واقعہ سنایا کہ:

Marfat.com

''۱۹۵۳ء کی بات ہے کہ کراچی کے ایک مشاعرہ میں جگر کے ساتھ شرکت کا موقع ملا، شعراء اپنا اپنا کلام سنا رہے تھے ابھی میری اور جگر صاحب کی باری نہیں آئی تھی کہ سامعین میں سے آواز آئی کہ شعراء بے چین ہیں اس لئے جگر صاحب کلام سنائیں گے مجھے یہ ناگوار گذرا کہ میں اپنا کلام سنانے کے لئے بیچین ہوں اور میں اپنا کلام سنائے بغیر یہ کہہ کر لوٹ آیا کہ یہ کلمات شعراء کے لئے توہین آمیز ہیں''

دوران گفتگو کیونکہ کئی بار روضہ رسول ﷺ اور نعت رسول مقبول ﷺ کا ذکر آیا اس لئے احقر نے عرض کیا کہ آپ بھی اس سعادت سے مشرف ہوئے ہیں اس موقعہ کی مناسبت سے کوئی نعتیہ غزل یا اشعار آپ نے کہے ہوں تو ضرور سنائے تو آپ نے اپنی نعت شریفہ کے چند اشعار سنائے جو حسب ذیل ہیں۔

حد ہو گئی ہے شمسؔ کمالِ حیات کی
تصویر بن گیا ہوں صلوٰۃ و سلام کی

ادنیٰ سے تھی صفت رخِ والا صفات کی
رنگت بدل دی جس نے رخِ کائنات کی

Marfat.com

تکمیل ہر نماز ندائے رسول ہے
تفسیر یہ شمس ہے التحیات کی

جولائی ۱۹۹۴ء:

احقر سالانہ امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۴ء کا دعوت نامہ لے کر حاضر خدمت ہوا۔ بہت دعائیں دیں اور فرمایا کہ صحت نے اجازت دی تو ضرور حاضر ہوں گا ورنہ معذرت چاہوں گا۔ باتوں باتوں میں تذکرہ چھڑ گیا کہ اعلیٰ حضرت کے عرس کے موقعہ پر نعتیہ مشاعرہ بھی ہوا کرتے تھے اسی بابت فرمایا کہ جب میں دارالعلوم منظر اسلام (قائم شدہ ۱۳۲۲ھ) بریلی شریف میں مدرس تھا تو ۱۹۳۷ء میں عرس اعلیٰ حضرت کے موقعہ پر نعتیہ مشاعرہ کی بنیاد ڈالی اور یہ مشاعرہ میری ہی ذمہ داری پر ہوتا تھا اور جب تک (۱۹۴۴ء) تک میں دارالعلوم سے وابستہ رہا ہر سال نعتیہ مشاعرہ کا بندوبست میں ہی کرتا رہا یہ مشاعرہ بریلی ٹاؤن میں منعقد کیا جاتا تھا۔

دوران گفتگو حضرت نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ بریلی شریف میں احقر نے ایک انجمن ''مشتاقان میلاد رسول ﷺ'' بھی قائم کی تھی اگرچہ پہلے ہی سے اس شہر میں ۳۵-۴۰ راور بھی میلاد کمیٹیاں قائم تھیں۔ مزید فرمایا کہ ۱۲ ربیع الاول شریف کا پانچ میل لمبا جلوس شہر کے آخری محلے سے شروع ہوتا تھا اور تقریباً پانچ گھنٹے بعد اسلامیہ کالج پر ختم ہوتا تھا۔ راستے بھر شہر کی تمام میلاد پارٹیاں میلاد خوانی کرتی تھیں۔

Marfat.com

آپ نے پھر نعتیہ مشاعرہ کے حوالے سے مزید فرمایا کہ سالانا نعتیہ مشاعرہ کا ناظم بھی یہ فقیر ہی ہوا کرتا تھا اور شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں نوری بریلوی رحمتہ اللہ علیہ عموماً مشاعرہ کی صدارت فرماتے تھے۔ مشاعرہ کے دوران شاعر کے سامنے ایک سرخ رنگ کا بلب رکھا ہوتا تھا جس کا بٹن حضور مفتی اعظم کے پاس ہوتا اگر کوئی شاعر کسی طرح کی کوئی بھی غلطی کرتا بالخصوص اگر کلام میں کسی طرح شرعی گرفت ہوتی تھی تو مفتی اعظم ہند بلب روشن فرمادیتے شاعر کلام پڑھتے ہوئے رک جاتا اور شاعر کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہوتا آپ اس کے اشعار کی اصلاح فرمادیتے۔

اسی دوران حضرت شمس بریلوی کو ۱۹۴۳ء کے نعتیہ مشاعرہ میں اپنی پڑھی ہوئی نعت کے چند اشعار یاد آگئے جو انہوں نے سنائے۔

بیٹھا ہوں دل میں عشق کی دولت لئے ہوئے
جنت سے دور حاصل جنت لئے ہوئے

رضوان کے پاس چند بہاریں ہیں خلد کی
طیبہ کی ہر بہار ہے جنت لئے ہوئے

حضرت شمس بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے ۱۹۴۴ء کے عرس اعلیٰ حضرت کے نعتیہ مشاعرے کا ایک واقعہ بھی بتایا کہ یہ مشاعرہ اعلیٰ حضرت کے مزار کی چھت پر ہو رہا تھا جس میں ایک ہزار سے زیادہ لوگ موجود تھے اس مشاعرے کا ''مصرعہ طرح'' اس طرح تھا۔

Marfat.com

''نذر ساقی آج ہم نے زہد و تقویٰ کر دیا''

آپ نے بتایا کہ اس مشاعرے کی صدارت مفتی اعظم ہند ہی فرما رہے تھے حسن اتفاق اس مشاعرے میں کئی شعراء نے غلطیاں کیں جس کے باعث سرخ بلب بار بار روشن ہوا مگر جب میری باری آئی اور اپنی نعتیہ غزل پیش کی تو ایک دفعہ بھی بلب روشن نہ ہوا اور حضور مفتی اعظم نے میرے اس شعر پر مجھے بہت داد دی۔

ہر خلش تجدید ایماں ہر چسک تمہید دیں
نذر یوں ایمان اے درد تمنا کر دیا

شعر کو سننے کے بعد آپ نے اپنے گلے کا ہار احقر کے گلے میں ڈلوا دیا۔ اسی موقع پر بریلی ٹاؤن ہال کے ایک اور مشاعرے کا واقعہ سنایا:

غالباً ۱۹۴۰ء کے بعد کا واقعہ ہے کہ ایک مشاعرہ میں صدر مشاعرہ حضرت ضیاء القادری بدایوانی تھے اس موقعہ پر مولانا ابرار حسن تلہری حامدی فقیر کے برابر تشریف فرما تھے۔ فقیر کے شاگرد مولوی محمد ابراہیم خوشتر صدیقی جو اس وقت یورپ اور افریقہ کے براعظموں میں تبلیغ دین کا فریضہ انجام دے رہے ہیں وہ بھی مشاعرہ میں موجود تھے انہوں نے نعتیہ غزل پیش کی اس کا ایک شعر اس طرح تھا۔

تو یٰسین وطٰہٰ تو شمس وضحٰھا
فترضیٰ ترا اے رسول گرامی

Marfat.com

جب خوشتر میاں نعتیہ غزل پیش کر چکے تو صدر مشاعرہ ضیا القادری صاحب نے فرمایا کے ذرا تجدید ایمان کر لیجئے کیونکہ آپ نے قرآن کے الفاظ میں تحریف کی ہے اور والضحٰی کو ضحٰا پڑھا ہے۔ اس پر خوشتر صاحب نے جواب دیا کہ میرے استاد محترم شمس الحسن شمس بریلوی بیٹھے ہیں آپ ان سے فرما دیجئے کیونکہ میں نے نعت سنانے سے قبل انہیں دکھا دی تھی اور ضروری اصلاح بھی لے لی تھی۔

فقیر نے جب یہ سنا تو ضیا القادری صاحب سے مخاطب ہو کر کہا کہ حضرت قرآن مقدس میں ایک جگہ یہ بھی ارشا ہوتا ہے۔

والشّمس وضحٰھاہ

اس پر بدایونی صاحب خاموش ہو گئے لیکن ان کے چہرے اور نگائیں بہر حال خفگی ظاہر کر رہی تھیں اور لگ رہا تھا جیسے کہہ رہے ہوں کے شمس ہم تمہیں بھی گھیر لینگے۔

حضرت شمس نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

دراصل شعرا کے ساتھ اس طرح ہوتا رہتا ہے کہ اگر کسی مشاعرہ میں ایک شاعر کو کسی سے زک پہنچ جائے تو وہ موقع کی تلاش میں رہتا ہے اور دوسرے مشاعرہ میں زک دیتا ہے۔

حضرت شمس نے مزید فرمایا کہ چند روز بعد ضیا القادی صاحب سے راستے ہی میں ملاقات ہو گئی شام کا وقت تھا انہوں نے دعوت دی کہ آج

Marfat.com

رات غریب خانے پر مشاعرہ ہے ضرور تشریف لایئے گا میں نے عرض کیا کہ حضور مصرع طرح کیا ہے؟ وہ جلدی میں یہ شعر پڑھ کر چلے گئے۔

مرا سینہ ہے مشرق آفتابِ داغ ہجراں کا
طلوع صبح محشر چاک ہے میرے گریباں کا

حضرت شمس نے فرمایا کہ اس وقت میرا بھانجا مولوی اسمٰعیل رضا ترمذی جو آج کل ہری پور ہزارہ میں ہے میرے ساتھ تھا میں راستے مطلع سوچتا رہا مگر مطلع نہیں ہوا۔ بازار سے گزرتے وقت ایک دکان پر گیا وہاں ایک کرتا ٹنگا ہوا تھا جس کا گریباں کھلا ہوا تھا۔ اس کرتے کو دیکھتے ہی میں نے مولوی اسمٰعیل سے کہا کہ آ گیا آ گیا وہ بیچارا پوچھنے لگا کہ ماموں کون آ گیا کہاں آ گیا۔ میں نے کہا کہ ابھی مولانا ضیا القادری بدایوانی جو مصرع طرح بتا گئے تھے اسکا مطلع ذہن میں آ گیا:

میرا سینہ ہے مرکز گردش پرکار دوراں کا
لقب ہے اس لئے شق القمر چاکِ گریباں کا

اب رات کے مشاعرہ کے لئے غزل تیار تھی۔ مزید فرمایا کہ جب میں رات مشاعرہ میں گیا اور وہاں یہ غزل سنائی تو مولانا ضیا القادری ششدرہ گئے اور کہا کہ ناطق کے بعد آج یہ مطلع سنا ہے۔ حضرت نے احقر کے اسرار پر دو اشعار اور سنائے:

Marfat.com

بجائے تو دہ گل اب خس و خاشاک ہیں ہر سو

ہمارے آشیاں سے تھا بھرم حسن گلستان کا

کبھی وہ دن تھے ہم بھی اس چمن کے رہنے والے تھے

گواہی دے رہا ہے شمسؔ ہر پتہ گلستاں کا

معراج نبوی ﷺ پر گفتگو:

عرض: حضرت معراج نبوی ﷺ پر آپ بھی کچھ ارشاد فرمایئے

ارشاد: معراج دراصل قرب الٰہی کا حصول اور تمام علوم غیبیہ کا مشاہدہ تھی۔ حضور ﷺ معراج کے ایک موقعہ پر اپنے رب کے اتنے قریب ہوگئے تھے کہ دو ذات ایک مرکز پر جمع ہوگئی تھیں کہ جس طرح ایک مرکز سے آدھا قوس بنائے اور اس مرکز سے دوسرا آدھا قوس، اب دائرہ مکمل اور قرب کی انتہا! اللہ تعالیٰ فرمار ہا ہے:

"فکان قاب قوسین اوادنیٰ"

اس مقام سے حضور ﷺ کی شانِ بے مثالی ثابت ہوتی ہے۔ فقیر نے اسی تعلق پر شعر کہا ہے:

قدرت حق نے بنایا ہے بے مثال

امتناع پر لائیں پھر کیسے محال

اسی نشست میں شعرائے نعت اور تصوف پر بات چھڑ گئی تو حضرت شمس نے فرمایا!

Marfat.com

''شاہ نیاز بریلوی رحمتہ اللہ علیہ تصوف کے شاعر تھے۔
اعلیٰ حضرت، حضرت محسن کاکوری، اور مولانا حسن رضا
خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے بعد حمید صدیقی لکھنوی
اور جامعی بدایوانی اچھے نعت گو شاعر ہوئے ہیں''۔

مزید فرمایا کہ حضرت امیر مینائی کے دیوان میں تین چوتھائی تغزل اور ایک چوتھائی نعتیہ کلام ہے جب کہ بہزاد لکھنوی نے ریڈیو پاکستان سے وابستگی کے باعث زیادہ نعتیں کہی ہیں۔ مولانا ضیا القادری بدایوانی ''شاعر آستانہ'' یوں کہلاتے تھے کہ وہ ''رسالہ آستانہ'' کیلئے مستقل نعتیں لکھا کرتے تھے جس کے باعث ان کا ایک بڑا ذخیرہ تیار ہو گیا تھا۔

عرس رضوی کے نعتیہ مشاعرے کے سلسلے میں علامہ شمس بریلوی نے تاریخ کے مزید باب کھولے، فرمایا!

''کئی سال عرس رضوی کا مشاعرہ اسلامیہ انٹر کالج کے
میدان میں منعقد ہوتا رہا اور اسی مشاعرہ سے متاثر ہو کر
شہر میں اور بھی نعتیہ مشاعرہ ہونے لگے''

اسی نشست میں گفتگو کا رخ دارالعلوم منظر اسلام سے متعلق ہو گیا تو حضرت نے اس کے کچھ حالات سے آگاہ کیا۔

ارشاد! فقیر کو دارالعلوم منظر اسلام میں ۲۲ روپے ماہوار ملتے تھے۔ دوسری جنگ عظیم کے سبب مہنگائی بہت بڑھ گئی تھی اتنے پیسوں میں

Marfat.com

گزارا مشکل ہو گیا تھا لہذا فقیر نے منظر اسلام چھوڑ کر اسلامیہ انٹر کالج کے شعبہ فارسی میں ملازمت اختیا کر لی۔

منظر اسلام کی مالی حالت کے متعلق مزید ارشاد فرمایا کہ مالی اعتبار سے اسکی حالت ان دنوں اچھی نہیں تھی۔ صرف دو سو روپے ماہوار حیدر آباد دکن سے امداد ملتی تھی بس اور کبھی کبھی جونا گڑھ اور کاٹھیاوار گجرات کے کچھ علاقوں سے ادارہ کو امداد آ جاتی تھی۔ شعبہ فارسی، منشی فاضل کے طلبہ کو یو پی گورنمنٹ سے ۲۵۰ روپے ماہانہ وظیفہ ملتا تھا علامہ موصوف نے مزید بتایا کہ اس زمانے میں دارالعلوم منظر اسلام کے شیخ الحدیث کو ۶۰ تا ۷۰ روپے ماہوار پیش کیے جاتے تھے۔ مولوی اعجاز ولی خاں کو تیس روپے اور مولوی تقدس علی خاں رحمتہ اللہ علیہ کو چالیس روپے ماہوار ملتے تھے۔

حضرت علامہ شمس نے مزید بتایا کہ انہوں نے ۱۹۳۵ء تا ۱۹۴۵ء دارالعلوم منظر اسلام میں پڑھایا تھا اور آخر میں شعبہ فارسی کے صدر مقرر کر دئے گئے تھے اور فرمایا کہ میرے آخری زمانے میں مولانا تقدس علی خاں شیخ الحدیث مقرر ہوئے تھے اور اس زمانے میں مولانا سردار احمد صاحب مفتی وقار الدین اور علامہ عبدالمصطفیٰ ازھری صاحبان رحمتہ اللہ علیہم درس نظامی کی تکمیل کر رہے تھے۔ اسی نشست میں گفتگو مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی شخصیت سے متعلق ہونے لگی تو آپ نے ان کی جرأت مندی کا ایک واقعہ سنایا:

Marfat.com

''۱۹۴۷ء کے فسادات اور ہنگاموں کے دوران اعلیٰ

حضرت کے خاندان کے لوگ محلّہ سوداگران چھوڑ کر

چلے گئے تھے مگر حضرت مفتی اعظم تنہا موجود رہے۔

انہوں نے فرمایا کہ میں بھی چلا جاؤں گا تو مزار اعلیٰ

حضرت اور مسجد کون دیکھے گا؟

آپ خود پانچوں وقت کی اذان دیتے اور نماز پڑھتے۔ بعد میں حالات ٹھیک ہونے پر کچھ لوگ واپس آ گئے۔

جولائی ۱۹۹۴ء:

فتاویٰ رضویہ جلد اول کے خطبہ کی بابت

اس ملاقات میں سلام دعا کے بعد احقر نے حضرت سے اعلیٰ حضرت کے خطبہ فتاویٰ پر استفسار کیا اس کی بابت فرمایا۔

الحمد اللہ میں نے حضور اعلیٰ حضرت کے اس خطبہ پر جو آپ نے فتاویٰ رضویہ کی جلد اول میں لکھا ہے اور جس میں نوے (۹۰) کتب کا ذکر فرمایا ہے۔ میں نے ان نوے (۹۰) موضوعات پر نوے (۹۰) نعتیں مکمل کر لی ہیں اور ہر نعت میں ۲۰ تا ۳۰ اشعار ہیں۔

مجید اللہ قادری فقیر تحدیث نعمت کے طور پر کہ رہا ہے کہ موضوعات کے اعتبار سے کسی شاعر نے اتنی کثیر تعداد میں نعتیں نہیں لکھی ہوں گی۔ یہ

Marfat.com

سب حضور اعلیٰ حضرت کا فیض ہے۔ فقیر کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ اتنی نعتیں ایک وقت میں لکھ سکے گا۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے اور اس کے حبیب آقائے نامدار علیہ ﷺ کا کرم خاص۔

دوران گفتگو شرعی حیلہ کا ذکر آیا تو مجھ سے پوچھا کہ مجید اللہ! کیا آپ کے ذہن میں کوئی آیت قرآنی ہے جو شرعی حیلہ کے لئے استعمال ہوتی ہے احقر نے عرض کیا! کہ ابھی ذہن میں کوئی آیت نہیں۔

حیلہ شرعی

راقم نے فرمایا!

''حیلہ شرعی کی سب سے بڑی قرآنی دلیل سورہ ص کی یہ آیت ہے

وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ؕ ۴۴

''اور فرمایا کہ اپنے ہاتھوں میں ایک جھاڑو لیکر اس سے مار دے اور قسم نہ توڑ''

حضرت ایوب علیہ السلام جن ایام میں مشیت الٰہی کے تحت سخت بیمار تھے۔ بچوں نے ساتھ چھوڑ دیا۔ ایک دفعہ جب آپ نے اپنی بیوی کو آواز دی وہ ذرا دیر سے پہنچیں۔ آپ نے اسی وقت قسم کھالی کہ بیوی کو سو (۱۰۰) ضرب ماروں گا۔ جب خدا کے فضل سے حضرت ایوب علیہ السلام شفایاب ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایوب!

Marfat.com

اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ۝ ۴۲ سورہ ص

''ہم نے فرمایا زمین پر اپنا پاؤں مار یہ ہے ٹھنڈا چشمہ نہانے اور پینے کو''

چنانچہ جب آپ نے اپنا پاؤں زمین پر مارا تو ٹھنڈا پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ آپ جب اس پانی سے نہائے تو فوراً آپ کی جلدی بیماری ختم ہو گئی اور آپ مکمل صحتیاب ہو گئے۔ اس وقت آپ کو اپنی بیوی سے متعلق قسم یاد آئی تو اللہ نے فرمایا کہ آپ اپنی قسم نہ توڑیں اور کسی درے سے ضرب لگانے کی بجائے ایک جھاڑو لیکر اسکی ضربیں لگائیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ شرع مطہرہ نے حیلہ کی اجازت دی اور حضرت ایوب علیہ السلام کا یہ عمل حیلہ شرعی کی لئے سب سے بڑی قرآنی دلیل ہے اور فقہ حنفی میں یہ آیت دلیل کے طور پر استعمال بھی کی جاتی ہے

امتناع نظیر

اسی نشست میں امتناع نظیر پہ حضرت علامہ شمس علیہ الرحمۃ اللہ نے اس طرح اظہار خیال فرمایا: (جناب مجید اللہ قادری صاحب)

''اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ پر نبوت و رسالت کا سلسلہ ختم کر دیا لہذا اب کوئی نبی یا رسول نہیں آئیگا۔ کیے بعد دیگر انبیاء علیہم السلام تشریف لاتے رہے اور ایک دوسرے پر فضیلت پاتے رہے۔ حضور ﷺ سب پر

Marfat.com

فوقیت حاصل کر کے سب سے آخر میں تشریف لائے اسلئے کوئی نبی یا رسول نہیں آسکتا۔ آپ بے نظیر قرار پاتے ہیں آپ کے بعد کوئی مثل ممکن نہیں۔ قدرت نے تو ان کو خود بے مثل بنا کر بھیجا۔ اب اگر امتناع نظیر کے منکرین کا رد نہ کیا جائے تو اس سے اللہ کی قدرت پر حرف آتا ہے۔ جبکہ وہ خود فرما رہا ہے:

"وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ o"

تو پھر کیسے آپ کی نظیر ہو سکتی ہے۔ یہ محال ہے جو ایسا کہے کہ "اللہ چاہے تو کروڑوں محمد (ﷺ) جیسا پیدا کر دے تو یہ اللہ کی قدرت پر دخل اندازی کے مترادف ہے اللہ تعالیٰ نے" آپ پر نبوت و رسالت کے منصب کی انتہا کر دی اور اس سلسلے کا خاتمہ کر دیا لہذا اب کیسے ممکن ہے کہ اللہ اپنے کہے کے مخالف چاہے۔

امتناع نظیر کے سلسلے میں حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا یہ شعر دیکھئے۔ یہ شعر امتناع نظیر کی بہت بڑی دلیل ہے:

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا

سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

اسی نشست میں علامہ موصوف نے حدائق بخشش کی بابت فرمایا کہ:

"جس وقت احقر نے اس کے ادبی جائزے کا کام شروع کیا تو اس وقت صرف ازہر بک ڈپو کا نسخہ میسر آیا۔ انڈیا کا

Marfat.com

چھپا ہوا کوئی نسخہ حاصل نہ ہوا۔اس نسخے میں املے کی بیسیوں غلطیاں تھیں اس وجہ سے کئی اشعار میں تصرف کرنا پڑاالبتہ دوجگہ مجھ سے بھی غلطی ہوگئی''۔

کتب فقہ سے متعلق گفتگو

اسی نشست میں علامہ علیہ الرحمتہ اللہ نے کتب فقہ سے متعلق گفتگوفرمائی:۔

فتاوی بزازیہ، وجیز، کردی وغیرہ فقہ حنفی کی کتب ہیں۔البتہ وجیز علامہ غزالی قدس سرہ کی ایک کتاب کا بھی نام ہے۔اس کے بعد فرمایا:

حنف: یعنی برائیوں سے پاک راستہ اس پر چلنے والوں کو حنفی کہتے ہیں حنیف کے معنی ہیں ...... باطل سے جدا...... یہ ہمارا دین ہے اور اس لحاظ سے ہم حنیفی ہیں اور مسلک ومذہب کے لحاظ سے حنفی ہیں۔

''کتاب مہذب''،حنبلی مذہب کی کتاب ہے جس کے مصنف علامہ ابواسحاق شیرازی ہیں۔ ''شرع مہذب'' امام نووی نے لکھی ہے اور اسکے معنی ہیں ''وہ راستہ جو آراستہ وپیراستہ ہو''۔اعلیٰ حضرت نے فتاویٰ رضویہ کے خطبہ میں طریقہ قادریہ کی تعریف کے لئے اسی لفظ کو استعمال کیا ہے اور بتایا کہ طریقہ قادری ''شرع مہذب'' ہے اور اس خطبہ میں یہ آخری کتاب ہے جس کا نام ''الشرع المہذب'' ہے اور ترتیب میں نوے

Marfat.com

(۹۰) کو پہنچتی ہے۔

''شرع مہذب'' کے معنی یوں بھی کئے جا سکتے ہیں کہ ہر زینت سے آراستہ راستہ اور یہ طریقہ قادریہ ہے۔

۱۰ فروری ۱۹۹۶ء:۔

سچے موتی بننے کا عمل

اس نشست کا آغاز اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے فتاویٰ رضویہ کے خطبہ سے ہوا۔ آپ نے (علامہ شمس بریلوی نے) ایک عبارت پڑھی۔

لزیادت فیضہ المبسوط الدرر الغرر...... الخ

پھر فرمایا کہ اسکا ترجمہ یہ ہے:۔

''اس کے فیض کے افزائشوں کا نظارہ کرنا چاہو تو دُرر اور غُرر کو دیکھو جو سمندر کے سچے موتی کی تابانیاں ہیں اور جو سمندر کی تہہ میں موجود ہوتے ہیں''۔

اس کے بعد علامہ علیہ الرحمتہ نے درر یعنی سچے موتی (جو سیپی کے پیٹ سے نکلتا ہے) کے بننے کا عمل کا بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

مجید اللہ صاحب! ذرا اللہ تعالیٰ کی اس قدرت پر غور کیجئے کہ کس طرح وہ سیپی کے پیٹ میں موتی پیدا کرتا ہے کے سیپی (صدف)

Marfat.com

''ابرِ نیساں'' میں سطح سمندر پر آ کر اپنا منہ کھولتی ہے تو ابرِ نیساں کا ایک قطرہ اس کے پیٹ میں چلا جاتا ہے پھر سمندر میں مدّ و جزر کی وجہ سے یہ سیپی ڈولتی رہتی ہے تو اس کے پیٹ میں وہ قطرہ بھی ڈولتا رہتا ہے اور آخر کار موتی بن جاتا ہے اسکو ''درّ غلطان'' بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ موتی اس پانی کے قطرہ کے پڑنے کے باعث بنتا ہے۔ اس کو ''درّ یتیم'' یا ''درّ یکتا'' بھی کہتے ہیں کہ یہ عموماً اکیلا ہوتا ہے اور بڑا قیمتی ہوتا ہے۔ کبھی کبھی یہ دو بھی ہوتے ہیں لیکن درِیتیم کی قیمت زیادہ ہوتی ہے۔

ابرِ نیساں:۔ موسم بہار یعنی شمسی مہینے کے ستمبر میں برسنے والا مینہ ابرِ نیساں کہلاتا ہے اس سے سیپی میں موتی، کیلے میں کافورہ، بانس میں بنسلوچن اور سانپ میں زہر بنتا ہے۔ ابرِ نیساں سے قبل بانس کے درختوں میں پھول آتا ہے۔ ابرِ نیساں کے قطرے جب اس پر گرتے ہیں تو یہ پھول بند ہو جاتا ہے اس کو ''بنس لوچن'' یا ''طباشیر'' بھی کہتے ہیں جو گہرے نیلے رنگ کا ہوتا ہے ۔اس طباشیر کے سفید مادے سے ایک دوا بھی بنائی جاتی ہے۔ اسی دوران اندر سے چائے آ گئی اس کو نوش کرتے ہوئے احقر کے ذہن میں سوال آیا کہ مشک کس طرح بنایا جاتا ہے تو حضرت نے جواب دیا، شکاری ہرن مارتے نہیں بلکہ دھوکے ٹٹی کے ذریعہ اسکو جال میں پھنسا لیتے ہیں پھر صبح کی وقت اسکی ناف کھینچتے ہیں اور اس کے ہی بالوں سے جکڑ کر باندھ دیتے ہیں۔ جب خوب خون جم جاتا ہے اور وہ دانے دانے ہو جاتا ہے تو اس کو نکال لیتے

Marfat.com

ہیں۔اس قسم کے ہرن چین، نیپال، تبت، بلقان، تاجکستان وغیرہ میں پا
ئے جاتے ہیں۔

کتب فقہ کے متعلق

۳ مارچ ۱۹۹۶ء:

اس نشست میں علامہ شمس علیہ الرحمتہ نے گفتگو کا آغاز کتب فقہ سے کیا۔آپ نے فرمایا! مسائل تین قسم کے ہوتے ہیں:۔

۱- مسائل اصولی

۲- مسائل امالی

۳- مسائل نوازل

نوازل:- فقہائے کرام اپنے فکر اور اجتہاد سے جو احکام نکالتے ہیں نوازل کہلاتے ہیں۔اس سلسلے میں پہلی کتاب علامہ ابواللیث ثمرقندی کی مشہور ہے۔

مستنبط مسائل کو امام طحاوی، ابوالحسن کردی، امام حاکم شہید، امام قدوری نے بھی جمع کیے ہیں اور یہ کتب بہت معتبر ہیں۔ان میں مسائل مستنبط کے ساتھ ساتھ مسائل اصولی بھی ہیں۔

امالی:- یہ املا کی ہوئی کتاب ہوتی ہیں جو مجتہدین فقہائے کرام اپنے

Marfat.com

شاگردوں کو مسائل یا مطالب املا کراتے ہیں وہ امالی کہلاتی ہیں اس میں امام محمد حسن کی امالی بہت مقبول ہیں۔اس کے علاوہ نوادر بھی مشہور ہیں۔

اس کے بعد علامہ موصوف علیہ الرحمتہ نے چند کتب کے نام اوران کی معنویت بتاتے ہوئے فرمایا:۔

معانی الآ ثار......... احادیث کے معانی

مشکل الآ ثار......... احادیث کے مشکل معانی

شرح معانی الآ ثار.......... امام محمد طحاوی الحنفی کی کتاب طحاوی الحنفی ہے اور یہ احادیث مبارکہ کا مجموعہ ہے جس میں موصوف نے شرح معانی کے ساتھ ساتھ فنی حیثیت سے بھی احادیث پر کلام فرمایا ہے۔

اس کے بعد پھر حضرت علامہ شمس قدس سرہ العزیز نے فرمایا:

''وجیز، وسیط، محیط نام کی کتب کئی علماء نے لکھی ہیں۔

وجیز کے معنی.......... جامع اور مختصر کلام کرنا.......... علامہ امام غزالی نے بھی وجیز لکھی ہے وسیط معنی......... اعلیٰ نسب یہ فروعی مسائل پر لکھی گئی ہے وسیط کے شرح پر بھی کئی محیط لکھی گئی ہیں مثلاً ''محیط برہانی'' محیط سرخسی وغیرہ۔

فقہ اکبر

'فقہ اکبر' کی شروح سے متعلق فرمایا کہ اسکی (۲۰) بیس سے زیادہ

Marfat.com

شروح لکھی گئی ہیں ۔ سب سے پہلی شرح ابو اللیث ثمر قندی نے تصنیف فرمائی ۔ ان شروح کے لکھنے کا سلسلہ چوتھی صدی ہجری سے شروع ہوتا ہے اور آٹھویں صدی ہجری میں منتہا ہوتا ہے ۔ سلطان ملک العادل عینی (م ۵۷۸ھ) (جو ملک شام سے تعلق رکھتے تھے)، نے جامع الکبیر کی شرح لکھی ۔ بادشاہ غزنوی نے بھی ایک کتاب تفریط کے نام سے لکھی تھی ۔

جامع الکبیر کا منظوم ترجمہ احمد بن ابو المؤید نے ۵۵۵۵ اشعار میں کہا تھا ۔

باتوں ہی باتوں میں گفتگو علم فلسفہ پہنچی تو حضرت علامہ شمس قدس سرہ نے فرمایا:

''بو علی سینا، امام فخر الدین رازی، فارابی اور نصیر الدین طوسی فلسفہ کے مشاہیر ہیں اور ہند میں محب اللہ بہاری، ملا احمد جونپوری، فضل امام، مولوی فضل حق خیر آبادی، حکیم برکات احمد ٹونکی اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے اسماء قابل ذکر ہیں لیکن افسوس کہ ان تمام مشاہیر کے علوم سے اس زمانے میں کہیں بھی استفادہ نہیں کیا جا رہا ہے لگتا ایسا ہے کہ اگلے چند سالوں کے بعد ان حضرات کے نام بھی مسلمانوں کے دماغ سے مٹا دیئے جائیں گے ۔''

اس کے بعد حضرت علامہ علیہ رحمتہ نے بڑے قلق کیساتھ فرمایا:۔

''مجید اللہ! علم ختم ہوگیا اب اعلیٰ حضرت کے بعد بظاہر کسی شخصیت

Marfat.com

میں وہ جو ہر نظر ہی نہیں آ رہے ہیں اور اعلیٰ حضرت کی کتابوں کے مطالعہ کا ذوق وشوق بھی ختم ہوتا چلا جارہا ہے خواص اور علماء بھی ان کی کتب کو نہیں سمجھ پا رہے ہیں اور نہ ہی اسکی کوشش کرتے ہیں ۔اللہ تعالیٰ اپنا رحم فرمائے ۔(آمین)

دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف سے متعلق

یکم اپریل ۱۹۹۶ء:

ہندوستان سے آئے ہوئے نوجوان عالم دین مولوی شاہ الحمید شافعی ملباری کے ساتھ حضرت شمس بریوی کے یہاں نشست میں شاہ الحمید صاحب نے شمس صاحب سے ان کی ابتدائی زندگی اور دارالعلوم منظر اسلام کی بابت کچھ معلومات چاہیں تو حضرت علیہ رحمۃ اللہ نے فرمایا:

''حضرت علامہ تقدس علی خاں صاحب کو چونکہ یہ اعزاز حاصل تھا کہ آپ نے شرح جامی کا خطبہ امام احمد رضا قدس سرہ سے پڑھا تھا اسلئے آپ دارالعلوم منظر اسلام میں شرح جامی پڑھاتے تھے اور حقیقۃً آپنے اسے پڑھانے کا حق ادا کر دیا تھا''۔

احقر حجۃ الاسلام علامہ مولانا حامد رضا خاں رحمتہ اللہ علیہ کا شاگرد

Marfat.com

ہے۔ حضرت اس ہیچمدان سے بہت محبت فرمایا کرتے تھے اور آپ کو یہ حقیقت بتا رہا ہوں کہ حضور حجتہ الاسلام قدس سرہ کے وصال پر میں اپنے والد علیہ رحمتہ کے انتقال سے زیادہ رویا تھا۔ احقر حضرت حجتہ الاسلام کی جناب میں بہت منہ لگا ہوا تھا اور بلا تکلف ان کے پاس پہنچ جاتا جبکہ بڑے بڑے علماء ان کے آمد کے منتظر رہا کرتے تھے۔ دراصل حضرت علیہ الرحمتہ اللہ نے اس احقر کے ساتھ ہمیشہ بہت شفقت فرمائی اس وجہ سے ایسی جسارت کر لیتا تھا۔ آپ کے صاحبزادگان مولانا ابراہیم رضا عرف جیلانی میاں اور مولانا حماد رضا عرف نعمانی میاں (علیہما الرحمتہ) سے اس احقر کے بے تکلفانہ تعلقات تھے۔ مولانا نعمانی میاں کو تو اس احقر نے پڑھایا بھی ہے۔

مولوی ابرار حسن صدیقی تلہری ''نور لانوار'' پڑھانے کے ماہر تھے۔ جتنے عرصہ تک میں منظر اسلام میں مدرس رہا اور صدر شعبہ فارسی رہا اتنے عرصہ میں میرے سامنے دار العلوم کے پانچ صدر مدرس تبدیل ہوئے۔ ان میں سے ایک مولانا امجد علی اعظمی رحمتہ الہ علیہ بھی تھے۔ جو پہلے بھی اعلیٰ حضرت کے زمانے میں رہے اور ۱۹۲۵ء میں بعد وصال اعلیٰ حضرت دار العلوم چھوڑ کر چلے گئے تھے اور پھر دوبارہ ۱۹۳۷ء میں صدر مدرسہ بن کر تشریف لائے۔

دوران گفتگو علامہ شمس علیہ رحمتہ اللہ نے صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب علیہ الرحمتہ اللہ کی ''بہار شریعت'' کی اشاعت اول کا واقعہ اس طرح

Marfat.com

بیان کیا:

''ایک دن حسب معمول مدرسہ (دارالعلوم منظر اسلام) پہنچا تو مدرسہ کے خادم نے بتایا کہ جناب مولوی شمس الحسن صاحب! آپ سے ملنے کے لئے ایک صاحب لاہور سے تشریف لائے ہیں۔ میں جب مہمان خانے پہنچا تو اندر جناب حسن دین صاحب مینیجر شیخ غلام علی اینڈ سنز بیٹھے ہوئے تھے۔سلام مصافحہ اور خیریت طلبی کے بعد انہوں نے بتایا کہ انہوں نے اپنے مالک پبلشر (جو کہ شیعہ ہے) کو حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا ترجمہ ''قرآن کنز الایمان ''چھاپنے کے لئے راضی کرلیا ہے مگر اس نے شرط یہ لگا دی ہے کہ تم پہلے مولوی امجد علی صاحب کی ''بہار شریعت'' لاؤ اسکی بہت مانگ ہے پہلے ہم اس کو شائع کریں گے لہذا اس کام کے لئے لاہور سے یہاں آیا ہوں۔ میں نے مولانا امجد علی صاحب سے بات کی وہ بطور رائلٹی ۱۵ ہزار روپے مانگ رہے ہیں اور میں نے دس ہزار دینے کیلئے کہا مگر وہ اس پر تیار نہیں چونکہ آپ سے ان کے اچھے مراسم ہیں اور وہ آپ کو مانتے ہیں لہذا اس معاملہ میں تھوڑی سی سفارش کردیں''

Marfat.com

میاں مجید اللہ! یہ وہ زمانہ تھا جب ۵ رپے من دودھ اور ۵ آنے سیر چھوٹے (بکری) کا گوشت ملتا تھا۔ البتہ پہلی جنگ عظیم کے بعد اتنی مہنگائی ہوگئی تھی کہ تین رپے من گیہوں، ۴۴ روپے من ہو چکا تھا اس وقت تنخواہیں ۲۰ سے روپے ۶۰/ روپے کے درمیان ہوا کرتی تھیں۔ مولانا امجد علی صاحب کو بحیثیت شیخ الحدیث ۶۰ رپے ماہوار ملتے تھے جب کے احقر کو ۲۲ رپے اور مولوی اعجاز ولی خان صاحب کو ۳۰/ رپے ماہوار ملتے تھے۔

بہر کیف میں جوش میں آ کر حسن دین صاحب کو مولانا امجد علی صاحب قبلہ کے کمرے میں لے گیا اس وقت وہ دارالحدیث میں ''قراۃ التلمینہ علیٰ شیخ'' میں مصروف تھے۔ سبق ختم ہونے کے بعد میں نے عرض کیا کہ لاہور سے یہ صاحب بہار شریعت کے سلسلے میں آئے ہیں۔ میں نے زور لگانے کے لئے یہ بات بھی حضرت سے کہی کہ ان دنوں **''بہشتی زیور''** دو آنے کی مل رہی ہے اور آپ کی کتاب کی سخت ضرورت ہے کہ جلد از جلد بڑے پیمانے پر اس کی اشاعت ہو لہذا آپ اس کی اشاعت کیا جازت دے دیں مگر مولانا امجد علی صاحب اس وا س وقت تیار نہ ہوئے اور میں ناراض ہو کر باہر آ گیا اور حسن دین سے معذرت کر لی۔

اس واقعہ کے کچھ عرصے کے بعد مولوی امجد علی صاحب منظر اسلام چھوڑ کر چلے گئے۔ پھر اپنے انتقال سے قبل عرس اعلیٰ حضرت میں شرکت کیلئے بریلی تشریف لائے تو مجھے دیکھتے ہی گلے سے لگالیا اور فرمایا کہ مولوی شمس

Marfat.com

الحسن! اب تک ناراض ہو۔ بات آئی گئی ہو گی۔ حضرت نے کچھ دیر بعد مجھے بلوایا اور کہا کہ تم اس مینیجر سے کہو کہ ۱۳ ہزار روپے کے ساتھ معاہدہ کر لے۔ میں نے کوشش کی اور یہ معاہدہ ہو گیا اور پہلی دفع ''بہار شریعت'' لاہور سے شائع ہوئی مگر غضب یہ ہوا کہ اس نے پہلا اڈیشن ردی کاغذ پر چھاپا۔ جس کا مجھے بہت دکھ کہ اتنی اہم کتاب پبلشر نے کتنی بے دردی سے شائع کی کاش اس وقت ہمارے اہل ثروت آگے بڑھتے اور اس کو کتاب کی شایان شان شائع کرتے۔

خانقاہ و منظر اسلام سے متعلق علامہ شمس نے مزید بتایا کہ:

میرے مدرسی کے زمانے میں اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ اللہ کے مزار کا گنبد تیار ہو گیا تھا اور ۱۹۴۴ء تک مدرسہ منظر اسلام صرف ایک منزل پر قائم تھا۔

حضرت شمس نے یہ بھی بتایا کہ:۔

> ''مولانا ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں کے صاحبزادے مولانا ریحان رضا خاں رحمانی میاں میرے شاگرد تھے۔ حضرت جیلانی میاں مجھ سے اپنے بچوں کی پڑھائی کی بابت اکثر پوچھا کرتے تھے اور یہ بھی کہا کرتے تھے کہ بچے گھر پر پڑھنے جائیں تو ان سے کام بھی لیا کرو تاکہ انہیں کام کی عادت پڑے اور احساس ہو کہ کام کرنا کس کو کہتے ہیں اور یہ سیکھیں کہ بزرگوں اور بڑوں کی خدمت

Marfat.com

ہی سے عزت ہوتی ہے۔''

اس کے بعد حضرت نے مہمان نوازی فرمائی اور ہم چائے پانی سے فارغ ہوکر واپس روانہ ہوئے۔

بابت عربی قصائد

۶ مئی ۱۹۹۶ء

اس نشست میں گفتگو کا آغاز عربی قصائد سے شروع ہوا احقر نے سوال کیا کہ حضرت یہ بتائیے کہ عربی زبان میں قصیدہ کے علاوہ اور کیا کیا اصناف شاعری ہیں آپ نے جواب دیا، عربی شاعری میں قصیدہ کے علاوکوئی صنف شاعری نہیں البتہ بناوٹ کے اعتبار سے مدح اور موضوع کے اعتبار سے حماسہ اور مرثیہ ملتے ہیں۔

قصیدہ کے متعلق فرمایا کہ عربی زبان میں دو قصائد بردہ کے نام سے بہت مشہور ہوئے ایک قصیدہ بردہ یعنی چادر والا قصیدہ حضرت کعب بن زہیر کا ہے جن کو اگرچہ حضور ﷺ نے واجب القتل قرار دیدیا تھا مگر بعد میں وہ ایمان لے آئے اور حضور ﷺ کی شان میں قصیدہ پیش کر کے انعام میں چادر مبارک حاصل کی اسلئے یہ نعتیہ قصیدہ بھی قصیدہ بردہ کہلاتا ہے۔دوسرا قصیدہ حضرت امام بوصیری کا ہے جب حضور ﷺ نے خواب میں ان سے یہ قصیدہ سنا اور انعام میں اپنی چادر عطا فرمائی۔اس سبب سے یہ

Marfat.com

قصیدہ بھی۔قصیدہ بردہ کے نام سے مشہور ہے تمام مشائخ کثرت سے اس قصیدہ کا ورد کرتے ہیں۔

غزل کی ایجاد کی بابت:

حضرت شمس نے فرمایا! چونکہ قصیدہ کی ابتداء تشبیب سے ہوتی ہے یعنی شباب کی باتیں کرنا اسی سے غزل بنالیا گیا۔غزل، رباعی، قطعہ، مسدس، ترکیب بند اور ترجیع بند یہ سب عجم کی ایجاد ہیں اور اردو میں یہ سب فارسی سے آئے ہیں کہ اردو فارسی کی شاگرد ہے۔

اس گفتگو کے دوران راقم (مجید اللہ قادری) نے لاہور سے شائع ہونیوالے ماہنامہ ''جہان رضا'' کا تازہ شمارہ علامہ شمس کی خدمت میں پیش کیا جس کے مدیر جناب پیرزادہ اقبال فاروقی صاحب ہیں۔حضرت علامہ شمس نے جیسے ہی پرچہ کھولا تو ان کی نظر حضرت شیخ سعدی علیہ رحمتہ کے اس مشہور شعر پر پڑی جو چار مصرعوں کے طور پر اس طرح لکھے ہوئے تھے ۔

بلغ العلیٰ بکمالہ

کشف الدجیٰ بجمالہ

حسنت جمیع خصالہ

صلو علیہ وآلہ

آپ نے اسے پڑھنے کے بعد فرمایا کہ ''مجید اللہ! عربی میں رباعیات نہیں ملیں گے اور یہ کوئی رباعی نہیں ہے بلکہ دو مصرعوں پر مشتمل شعر ہے

Marfat.com

جس کو توڑ کر چار مصرعوں میں لکھنے کا رواج عام ہو گیا اور کمال یہ ہے کہ اس پر پیرزادہ فاروقی صاحب کی نظر نہیں گئی وہ ماشاء اللہ عالم فاضل ہیں ان کو اسے اس طرح چار مصرعوں میں نہیں لکھنا چاہیے تھا۔ یہ دراصل دو ہی مصرعے ہیں اور عربی میں اس کو بحر کامل مثمن سالم یعنی بحر طویل کہتے ہیں رکن کے اعتبار سے اشعار، مربع، مسدس، مثمن کہلاتے ہیں چونکہ اس میں یہ رکن ۸ دفع آیا ہے اسلئے اسکو، بحر کامل مثمن، کہتے ہیں اور یاد رکھیئے کہ اسے ہمیشہ اس طرح دو مصرعوں میں ہی لکھیں:

بلغ العلیٰ بکمالہٖ کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ صلو علیہ وآلہٖ

اعلیٰ حضرت کی کئی نعتیں اسی وزن پر ہیں۔ مثلاً

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

اسی طرح ایک اور نعت ملاحظہ کیجئے:۔

ہے کلام الٰہی میں شمس وضحیٰ تیرے چہرہ نور فزا کی قسم
قسم شب تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلف دوتا کی قسم

اس سلسلے میں علامہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ علوم قافیہ والعروض مشکل علوم ہیں اور اعلیٰ حضرت ان پر بھی دسترس رکھتے تھے جس طرح دیگر علوم پر انہیں دسترس حاصل تھی۔

Marfat.com

آفتاب افکار رضا کے تکملہ پر احباب کی دعوت

۲۲ مئی ۱۹۹۶ء

اس نشست میں موجود حضرات: ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد۔ صاجزادہ سید وجاہت رسول قادری، محمد اقبال اختر القادری اور راقم مجید اللہ قادری۔

حضرت علامہ شمس علیہ الرحمتہ نے ۵ ہزار اشعار پر مشتمل منظوم سوانح اعلیٰ حضرت بنام آفتاب افکار رضا کی بابت فرمایا:

موجودہ ۵ ہزار اشعامیں سے دو ہزار اشعار میں نے صرف فتاویٰ رضویہ کے عربی خطبہ کے تعارف میں لکھے ہیں اور خاص بات یہ ہوئی کہ اعلیٰ حضرت نے جن نوے (۹۰) کتابوں کا اپنے اس خطبہ میں ذکر کیا ہے۔ احقر نے ان نوے (۹۰) کتابوں کے عنوانات بنا کر نوے (۹۰) نعتیں لکھی ہیں اور یہ سب کام اعلیٰ حضرت کے فیض سے ہوا ہے۔ بعض وقت مجھے بہت دشواریاں پیش آئیں کیونکہ مثنوی کی بحر کی وجہ سے محدود ہونا پڑا۔ دوسرے یہ کہ عنوانات کے تحت قافیہ آرائی میں مشکل پیش آئی تیسرے یہ جب ایک عنوان متعین ہو جاتا تو حضور ﷺ کے تعریف وتوصیف کیلئے اس عنوان کے اندر رہ کر الفاظ تلاش کرنے پڑے۔ الحمد اللہ یہ کام آج مکمل ہو گیا اسلئے آپ حضرات کو زحمت دی اور شکرانے کے طور پر کچھ ماحاضر کا انتظام بھی کیا ہے۔

Marfat.com

علم معانی کے متعلق گفتگو

۱۵ رجب ۱۹۹۶ء

اس نشست میں راقم مجید اللہ قادری کے ہمراہ عزیزی مقصود حسین قادری اویسی سلمہ، خلیفہ مجاز حضرت علامہ فیض اویسی بہاولپور مدظلہ العالی شارح ''حدائق بخشش'' بھی موجود تھے۔

حضرت علامہ شمس صاحب قبلہ نے علم معانی کے حوالے سے چند ارشادات اس طرح فرمائے:۔

اختصار:۔ یہ علم معنی کی اصطلاح ہے اور اس علم میں اختصار اس عبارت کو کہتے ہیں جس میں الفاظ قلیل استعمال کئے گئے ہوں اور اس کے معانی کثیر بنتے ہوں جبکہ اقتصار اسکی ضد ہے کہ الفاظ اس میں کثیر ہوتے ہیں اور معانی اس میں قلیل ہوتے ہیں۔

علم معانی میں انشاء کی ساخت سے بحث کی جاتی ہے۔ مثلاً مختصر قدوری صرف سو ۱۰۰ صفحات پر مشتمل کتاب ہے لیکن اس کی شرح چار جلدوں پر کی گئی ہے۔ اس طرح مختصر طحاوی کی بھی کئی جلدوں پر شرح لکھی گئی ہے۔ مختصر اسم مفعول ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

فقہ حنفی و خطبہ اعلیٰ حضرت سے متعلق

۲۳ جون ۱۹۹۶ء

۱۲ بجے دن

اس نشست میں راقم مجید اللہ قادری کے ہمراہ مولانا محمد عارف ساقی نعیمی صاحب فارغ التحصیل دارالعلوم نعیمیہ کراچی بھی موجود تھے۔ فقہ حنفی کے تعلق سے علامہ شمس نے فرمایا:۔

فقہ حنفی میں معاملات تین (۳) اقسام کے ہیں۔

۱۔ اصولی　　۲۔ نوادری　　۳۔ نوازلی

اصول امام محمد　　نوادر امام احمد　　نوازل ابو اللیث سمرقندی

مشہور ہیں۔

اسی نشست میں علامہ علیہ الرحمتہ نے اپنی آخری تصنیف۔ آفتاب ''افکار رضا'' کے حوالے سے بتایا کہ مثنوی کی بحر میں ظاہر الروایات کا لفظ نہیں لاسکتا تھا اسی لئے ان اصول کی کتابوں کا ذکر چھ ۶ کتابیں کر کے کیا ہے۔

پھر فرمایا کہ میری نظر سے بیسیوں فتاویٰ گزرے لیکن کسی پر احقر نے کوئی خطبہ نہیں دیکھا یہاں تک کہ فتاویٰ عالمگیری کے خطبہ کی سترہ ۱۷، اٹھارہ ۱۸ سطروں میں حمد نعت کیلئے صرف چار ۴ سطریں ہیں بقیہ سطور میں عالمگیر بادشاہ کی تعریف ہے اور خطبہ لکھنے والوں نے صرف نعت کے الفاظ

Marfat.com

سے عالمگیر کی تعریف کی ہے جبکہ فتاویٰ رضویہ کا خطبہ بہت ہی طویل ہے اور تاریخ میں ایسا خطبہ بہت ہی کم ملتا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے اس میں جدت یہ پیدا کی ہے کہ آپ نے کتب فقہ کے ناموں کو اس طرح استعمال کیا کہ حمد، نعت اور منقبت سبھی ناموں کو ترتیب سے لکھ دیا۔ یہ خطبہ اعلیٰ حضرت کے رشحات قلم کا انتہائی انمول کارنامہ ہے جس کے لئے میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ ایسی دوسری مثال شاید ہی مل سکے۔ اللہ کا ان پر خصوصی کرم تھا۔

اس کے بعد حضرت علامہ موصوف کی زیادہ تر گفتگو شہنشاہ عالمگیر اورنگ زیب رحمتہ اللہ علیہ کے تاریخی کارناموں سے متعلق رہی جسے آپ نے اپنی تالیف ''رقعات عالمگیر'' یعنی اورنگ زیب خطوط کے آئینے میں قلم بند کئے ہیں۔ آپ نے اس کے مقدمہ میں اورنگ زیب کی حیات اور کارناموں پر بھی بحث کی ہے جو اس موضوع لکھی جانے والی دیگر کتب سے منفرد ہے اور شاید یہ تاریخ کا دوسرا رخ ہے۔

اعلیٰ حضرت کی دینی خدمات سے متعلق گفتگو

۲۴ جولائی ۱۹۹۶ء

اس نشست میں حضرت علامہ شمس بریلوی قدس سرہ العزیز نے حواشی کے بارے میں گفتگو فرمائی۔

جدالمتار:۔ کے معنی ہیں تیز دوڑنے یا بھاگنے کی کوشش

Marfat.com

ردالمحتار:- حیران شدہ کو واپس پھیرنے والا

درالمختار:- چنا ہوا موتی

مقام حریری کا ذکر آیا تو فرمایا کہ یہ کتاب نثر میں ہے۔

مبلغ اسلام حضرت علامہ ابراہیم خوشتر صاحب صدیقی حضرت علامہ شمس بریلوی علیہ رحمتہ کے بہت ہی چہیتے شاگرد ہیں۔ ان کے مجموعہ کلام ''قسیم بخشش'' (۱۴۱۲ھ) جسے سنی رضوی اکیڈمی ماریشش نے ۱۹۹۴ء میں شائع کیا ہے کی بابت بتایا کہ اس پر ان کے مقدمہ ہے لیکن اس میں کمپوزنگ کی پچاس ۵۰/ سے زائد غلطیاں ہیں۔

علامہ علیہ رحمتہ اللہ نے فرمایا کہ انہوں نے اس سلسلے میں خوشتر صاحب کو لکھا ہے کہ اتنی غلطیاں کرنی تھیں تو بہتر تھا کہ اسے شائع ہی نہ کرتے۔ پھر فرمایا کہ وہ بھی اکیلے کیا کیا کریں ایک مشکل یہ بھی ہے اور جو تھوڑے پڑھے لکھے لوگ ہیں وہ اسطرح کے کاموں میں نہ توجہ دیتے ہیں نہ ہی تعاون کرتے ہیں بہرکیف مولانا خوشتر افریقہ اور یورپ میں مسلک کی بہت بڑی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ مولائے قدیر انہیں تا دیر سلامت رکھے۔ آمین!

اسی نشست میں علامہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اس سال معارف رضا کے لئے اعلیٰ حضرت کے علم حدیث پر میرے مضمون کا عنوان ہوگا۔

''محدث بریلوی کا تبحر حدیث''

Marfat.com

اوراس میں ان عنوانات کے تحت تفصیل سے بحث کروں گا۔

۱- اعلیٰ حضرت کا احادیث پر عبور اور ثبوت میں انکا کثرت سے استدلال

۲- طبقات حدیث پر ان کی گہری نظر۔

۳- وجوہ طعن، اسماء الرجال پر ان کی گہری رسائی۔

یہ مضمون معارف کے ۳۰-۴۰ صفحات کے برابر ہو گا۔

نوٹ : افسوس کہ حضرت علامہ شمس علیہ الرحمتہ دوسری مصروفیات کے باعث یہ مضمون نہ لکھ سکے اور اللہ نے انھیں اپنی طرف بلا لیا یعنی وہ مارچ ۱۹۹۷ء میں انتقال فرما گئے۔ مگر اعلیٰ حضرت کی علم حدیث سے متعلق ایک مقالہ ۱۹۹۱ء میں معارف رضا کے لئے لکھا تھا جس کا عنوان تھا محدث بریلوی اور میاں نذیر حسین دہلوی'' اس مقالے میں بھی آپ نے اعلیٰ حضرت کے علم حدیث پر تفصیل سے بحث کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ اعلیٰ حضرت کے مقابلے میں میاں نذیر صاحب بہت کم علم حدیث رکھتے تھے (مجید اللہ)

اسی نشست میں فرمایا کہ:

''افسوس کہ اعلیٰ حضرت کی تقاریر کو قلم بند نہیں کیا گیا۔ صرف ایک رسالہ ایسا ہے جس میں تقریری انداز نظر آتا ہے۔ کاش ! ان کی مجلس میں بیٹھنے والے حضرات ان کے لفظوں کو ضبط تحریر میں لے آتے۔ آپ نے اسی سلسلے میں مزید بتایا کہ ہم

Marfat.com

دارالعلوم منظر اسلام کے کئی مدرسین اور خانوادہ اعلیٰ حضرت کے کئی افراد اکثر بعد نماز ظہر جمع ہوتے اور دوپہر کا کھانا یا تو عزو میاں کے یہاں اکٹھا ہو کر کھاتے یا پھر جماعت رضائے مصطفیٰ کے دفتر میں۔ کبھی کبھی حسنی پریس میں بھی کھاتے تھے۔ اس گروہ میں حکیم حسنین رضا، مولوی سردار ولی خان، عزو میاں مولوی تقدس میاں، جیلانی میاں صاحبان رحمتہ اللہ علیہ اور جماعت رضائے مصطفےٰ کے منشی اور روح رواں مولوی خدا یار خاں صاحب شامل ہوتے۔ ہم لوگ گفتگو کرتے رہتے لیکن افسوس! کہ اس وقت اعلیٰ حضرت کی تصانیف کی طرف توجہ نہیں گئی اور وقت گزرتا گیا۔ مجید اللہ صاحب! یہ تو آپ کے ''ادارہ تحقیقات امام احمد رضا'' کا کمال ہے کہ اس نے اعلیٰ حضرت کے مقام کو صحیح سمت کے ساتھ دنیا کے سامنے متعارف کرایا۔ خداوند تعالیٰ آپ سب کو جزائے خیر دے۔ کاش اول وقت میں یہ کام ہو گیا ہوتا تو آج نقشہ ہی کچھ اور ہوتا، خیر! ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی حکمت ہوتی ہے۔ اسے یہ کام آپ لوگوں سے لینا تھا خاص کر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب قابل مبارکباد ہیں جنہوں نے غیر رضوی ہوتے ہوئے وہ کام کیا کہ جو کئی ادارے مل کر انجام نہیں دے سکتے

Marfat.com

تھے۔ افسوس کہ اسکے باوجود انکے (مسعود احمد صاحب کے)

اور آپ لوگوں کے خلاف بھی آواز اٹھائی جاتی ہے''۔

اعلیٰ حضرت کے صاحبزادہ اکبر حجتہ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمتہ کے ذکر پر فرمایا کہ وہ ان سے (شمس صاحب سے) بہت پیار کرتے تھے۔ ان کی کئی صاحبزادیاں تھیں۔ بڑی صاحبزادی مولانا تقدس علیخاں صاحب کے نکاح میں تھیں اور ان سے چھوٹی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگر سے مولانا شاہد علی خاں سے منسوب ہوئیں اور بقیہ دو چھوٹی صاحبزادیاں حجتہ الاسلام، صاحب کے پھوپھا کے دو صاحبزادوں مشہود میاں اور مشاہد میاں صاحبان سے منسوب ہوئی تھیں۔

اعلیٰ حضرت کی ایک صاحبزادی کے بارے میں فرمایا کہ وہ پرانے شہر بریلی کے ایک رئیس حافظ حمید اللہ خاں صاحب سے منسوب تھیں۔ ان سے ایک صاحبزادے عتیق اللہ صاحب ہوئے، جو شاعر بھی تھے اور امیر تخلص کرتے تھے۔

عرفی اور امام احمد رضا کی شاعری سے متعلق

۲۹ اگست ۱۹۹۶ء شام ۵ بجے:

حضرت علامہ شمس صاحب کے ڈیفنس کالونی میں شفٹ ہونے کے

Marfat.com

بعد۔فقیر (مجید اللہ قادری) کی وہاں پہلی ملاقات اور گفتگو۔

گفتگو کے آغاز میں ہی شعر و شاعری کا ذکر کرتے ہوئے حضرت علامہ شمس علیہ الرحمتہ نے گفتگو عرفی کی طرف موڑتے ہوئے فرمایا کہ جہانگیر (مغل بادشاہ جہانگیر، ابن شاہجہاں) کے دربار میں عرفی کی بڑی عزت تھی ۔اس نے جہانگیر کی تعریف و توصیف میں بڑے بڑے قصیدے کہے۔ایک دفعہ کسی اور شاعر نے دربار میں جہانگیر کی قصیدہ آرائی کی کوشش کی لیکن تعریف میں کچھ کمی رہ گئی تو جہانگیر نے اسے قید کرادیا لیکن شام کو پھر عرفی کی سفارش پر اسے رہا کر دیا۔اعلیٰ حضرت کی قصیدہ گوئی کا ذکر آیا تو فرمایا:

''حدائق بخشش حصہ سوم میں اعلیٰ حضرت نے جو جوہر دکھائے ہیں وہ درحقیقت معنی آفرینی کے لحاظ سے ''حدائق بخشش'' کا بلیغ ترین کلام ہے لیکن افسوس کہ یہ تیرا حصہ جو آفتاب بلاغت ہے نادانی اور بے اعتنائی کے بادل میں چھپا ہوا ہے۔کاش ان قصائد کی شرح کی جائے ،کاش ارباب علم اس طرف توجہ کریں اور اعلیٰ حضرت کے نعتیہ اور منقبتیہ قصائد کی توضیح و تشریح کی جائے۔ویسے مجید اللہ صاحب ایک بات عرض کرتا چلوں کہ ان قصائد کی تشریح صاحب علم وفضل اور بصیرت رکھنے والے اصحاب ہی کرسکیں گے''۔

حدائق بخشش حصہ سوم کے قصائد میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ اللہ نے شاعری کے جو جوہر دکھلائے ہیں وہ اس وقت تک نمایاں نہیں ہوسکتے جب

Marfat.com

تک کہ ان قصائد میں پنہاں شاعری کے نکات، شاعر کے تخیل کی بلند پروازی، مضمون آفرینی، الفاظ پر قدرت، شاعر کی جدت طبع بلاغت وغیرہ کو محسوس نہ کرے۔ کاش ان باتوں کو سمجھنے والا کوئی فاضل ان کی تشریحات کرے۔

مجید اللہ صاحب! آپ اپنے ادارہ کی جانب سے ارباب علم وفضل کو ایک عرضداشت کے ذریعہ اس طرف توجہ مبذول کرائیں خواہ وہ پاکستانی ہوں یا انڈیا سے تعلق رکھتے ہوں۔ اگر اس کام کے لئے شارح کو کچھ نذرانہ بھی دینا پڑے تو اس سے دریغ نہ کیا جائے۔ اس سلسلے میں آپ مجلہ امام احمد رضا میں اور دیگر رسائل وجرائد میں باقاعدہ اپیل شائع کرائیں اور لوگوں کو اس کام کی طرف دعوت دیں۔''

پھر فرمایا:۔

''اگر زندگی نے وفا کی تو یہ احقر اس کام کی ابتداء بلا معاوضہ کرے گا۔ اگرچہ آپ کے علم میں ہے کہ علم فلکیات کی اصطلاح پر مشتمل طویل قصیدہ کے چند اشعار کی شرح تقریباً ستر ۷۰ اشعار کی شرح کرنے کا اس فقیر کو اعزاز حاصل ہے جو آپ کے ادارہ نے معارف رضا ۱۹۸۴ء، ۱۹۸۷ء، ۱۹۸۸ء کے شماروں میں شائع بھی کیا ہے لیکن افسوس اس کے باوجود ارباب علم وفن نے اسطرف توجہ نہ فرمائی۔''

اس سلسلے میں علامہ شمس نے اپنا ایک واقعہ جو انہیں قصائد سے

Marfat.com

متعلق ہے ارشاد فرمایا کہ انہوں نے جب ''عوارف المعارف'' کا ترجمہ معہ مقدمہ کے مکمل کیا تو آخر میں عربی اشعار میں اسکی تکمیل کی تاریخ لکھی۔

اس کے اشعار ملاحظہ کریں:

یدور فکری بسیرِ المعارف　　فصرت نجیحا بِوصل المآرب

فانشأت تاریخاً لِاعلامِ شکری　　کتاب العوارف عروج المراقب

ان اشعار کو جب احقر نے ایک موقع پر مفتی سید شجاعت علی قادری صاحب کو سنائے تو مرحوم کہنے لگے کہ مراقب کوئی لفظ نہیں ہے۔ فقیر نے کہا کہ مراقب کے معنی امیدوار کے ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے اسے قصدہَ فاروق میں بطور قافیہ استعمال کیا ہے اس پر وہ خاموش ہو گئے تو عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ان قصائد کے قوافی بھی عجیب وغریب ہیں۔ ان قصائد میں در حقیقت نعت کا ایک خزانہ بند ہے جس کو دیکھ کر عقل حیران رہ جاتی ہے اور معمولی سوجھ بوجھ رکھنے والے حضرات کا علم دم توڑ دیتا ہے۔ اس قصیدہ میں ایسے ایسے نادر قوافی استعمال کئے گئے ہیں کہ معمولی استعداد والا شخص کہہ اٹھیگا یہ لغات میں غیر مانوس ہیں اور شاذ و نادر استعمال کئے جاتے ہیں لیکن سچ بات یہ ہے کہ لغات غیر مانوس نہیں بلکہ وہ لغات اعلیٰ حضرت کے کمال علمی کے غماز ہیں۔ ان کے اس علم وفضل کی داد کوئی صاحب علم وفضل ہی دے سکے گا اور اس کے سوا یہ احقر کیا کہے۔''

اس کے بعد فرمایا کہ اعلیٰ حضرت کی مثنوی ردامثالیہ مکمل نہیں ہے۔

Marfat.com

۱۸ اکتوبر ۱۹۹۶ء صبح دس بجے

یہ نشست راقم (مجید اللہ قادری) کے گھر ہوئی۔

حضرت حسب سابق احقر کے بچوں سے ملنے اور ان کے لئے آئس کریم وغیرہ لے کر تشریف لائے یہ احقر کے گھر حضرت کی آخری آمد تھی آپ نے میرے لئے بچوں کے سروں پر ہاتھ پھیرے دعائیں دیں اور بہت شفقت فرمائی کاش کے یہ لمحات طویل ہو جاتے مگر ان لمحات کی لذت اب بھی محسوس کرتا ہوں۔

اس نشست میں عزیزی مقصود حسین اور جناب سید ذوالفقار شاہ صاحب بھی موجود تھے۔ دوران گفتگو حضرت علامہ شمس بریلوی نے اپنے ایک شعر سنایا:

نعت ہے طغرائے قرآن و حدیث
اور غزل جولائی ہے نفس خبیث

اس کے بعد باتوں میں فرمانے لگے:۔

فقہ وحدیث کا سرمایہ غیر اہل ثروت کا ہے۔ کیونکہ محدثین کرام میں کم از کم چالیس (۴۰) حضرات وہ تھے جو غلام تھے ان میں ابن سیرین قدس سرہ العزیز مشہور ہیں۔

اس کے بعد فرمایا کہ آپ صاحبان نے جصاص، قدوری وغیرہ کے

Marfat.com

نام سنے ہوں گے۔ کیا ان کے معنی جانتے ہیں کہ یہ حضرات ان ناموں سے کیوں مشہور ہوئے؟ خود ہی فرمایا:

حضرت جساس ...... چونا فروش تھے اس لئے جساس کے نام سے مشہور تھے کیونکہ جساس کے معنی ہی ہوتے ہیں چونا فروش۔ اسی طرح قدوری ...... ہانڈی والے کو کہتے ہیں کہ آپ اسکا کاروبار کرتے تھے اس لئے آپ قدوری کے نام سے ملقب ہو گئے۔

۲۴، فروری ۱۹۹۷ء، ۱۶، شوال ۱۴۱۷ھ بروز پیر

(وقت شام ۵ بجے ڈیفنس کے مکان میں آخری ملاقات اور آخری نشست)

حضرت علیل تھے اور کافی نقاہت تھی۔ اس کے باوجود علمی گفتگو فرمائی آپ نے (علامہ شمس) ماہر رضویات ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کی کتاب بنام ''قبلہ'' کی بہت تعریف کی۔ فرمایا ایسا لگتا ہی نہیں ہے کہ یہ کتاب حضور علیہ السلام کی تعریف و توصیف اور عظمت سے متعلق لکھی گئی ہے۔ اس وقت ایسی ہی کتاب لکھنے کی ضرورت ہے۔ مجید اللہ صاحب! آپ ڈاکٹر صاحب کو میری طرف سے بہت بہت مبارکباد دیجئے گا۔

کچھ وقفہ کے بعد فرمایا:

مجید اللہ! ۱۹۹۳ء میں میں نے اپنے اللہ سے گڑگڑا کر ایک دعا کی تھی کہ اے اللہ تو مجھ کو اتنی زندگی ضرور دینا کہ میں مرنے سے قبل یہاں کے

Marfat.com

بسنے والے لوگوں بالخصوص ہجرت کر کے آنے والوں کو ایک دفعہ پھر پر عزت زندگی گزارتا دیکھ لوں ۔ اے اللہ! تو انہیں انکا کھویا ہوا وقار ایک بار پھر نصیب فرما۔ الحمد اللہ آج وہ دن آ گیا کہ اس سال ۳ فروری کو الیکشن میں بھر پور کامیابی حاصل کر لی اور کافی حد تک ان کا وقار بحال ہوا۔

کچھ دیر بعد حضر علامہ شمس کی گفتگو کا موضوع جناب بشیر حسین ناظم صاحب کی سلامِ رضا پر تضمین کی طرف تبدیل ہو گیا۔ آپ نے فرمایا:-

''بشیر ناظم صاحب نے صرف عروض و لغات کا سہارا لیکر اعلیٰ حضرت کے سلام پر تضمین لکھی ہے۔ پورے سلام میں حروف گن گن کر برابر کے الفاظ لائے ہیں جب کہ حروف برابر ہونا ضروری نہیں۔ شعراء کے کتنے ہی اشعار ایسے ہوتے ہیں کہ وزن میں برابر نہیں ہوتے مثلاً فاعلات مفاعل فعل، کی لیجئے۔ مومن خاں من فرماتے ہیں ۔

تم میرے پاس ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

اس شعر پر غالب جیسے شاعر نے کہا تھا کہ یہ شعر دیکر ہم سے پورا دیوان لے لو۔ اس کا مطلع ہے ۔

اثر اسکو ذرا نہیں ہوتا
رنج راحت فزا نہیں ہوتا

Marfat.com

اس میں ''اثر اس کو'' فاعلات کے وزن پر نہیں ہے۔ غالبؔ، حافظ حسرتؔ وغیرہ کے یہاں بیسیوں مثالیں ملیں گی۔ انہیں ایک جگہ شیر و شکر پر اعتراض ہوا ہے جبکہ ہزاروں اشعار میں استعمال ہوا ہے۔ سعدی فرماتے ہیں۔

سعدیؔ کہ گفتہ ریختہ دَر ریختہ دُر ریختہ
شیر و شکر آمیختہ ہم میختہ ہم

بات شعر شاعری کی طرف نکل پڑی تو حضرت نے اپنا ایک واقعہ سنایا کہ ایک محفل میں ایک صاحب ملے اور مجھ سے کہا کہ ابھی فلاں صاحب نے ایک شعر کا ایک مصرع پڑھا ہے:

افسردہ دل افسردہ کند انجمن را

اور ہر جگہ یہ ہی مصرع سنتا ہوں یعنی ہر کوئی اپنے موضوع کے اعتبار سے دوسرا مصرع پڑھ لیتا ہے لیکن آج تک میں نے اس شعر کا پہلا مصرع نہیں سنا۔ آپ خود بھی بڑے شاعر ہیں۔ اسکا پہلا مصرع اگر یاد ہو تو ضرور سنائیں تو میں نے ان کو پورا شعر سنایا جو یہ تھا۔

در محفل خود جائے مدح ہم چو من را
افسردہ دل افسردہ کند انجمن را

پھر فرمایا کہ وہ صاحب اس کا پہلا مصرع سن کر کہہ گئے کہ حضرت صرف آپ کی زبان سے یہ مصرع سنا ہے لیکن اس وقت حضرت کو شاعر کا نام

Marfat.com

یاد نہ آیا۔ اس آخری نشست کی آخری لحات میں نہ جانے کیوں حضرت شمس نے اپنی ایک فارسی رباعی بھی سنائی:۔

در راہ بقا باغ و صحرا بگذشت
تلخی و خوشی و زشت و زیبا بگذشت
ہیہات کہ بیشتر عمر فانی
بے طاعت ایزد تعالیٰ بگذشت

☆☆☆

Marfat.com

أفلت شموس الأولين وشمسنا ★ أبداً على أفق العلى لا تغرب

ہو گئے اسلاف کے سورج غروب — میرے سورج کو نہیں خوفِ زوال (شمس بریلوی)

العنیۃ لطالب طریق الحق

غنیۃ الطالبین

کا

اردو ترجمہ

جس میں اندازِ بیاں کا لطف اور سلاست زبان کا کیف ہر ہر سطر میں موجود ہے

بہ تبویب و ترتیبِ خاص

از

ادیب شہیر حضرت شمس صدیقی بریلوی فاضلِ شرقیات

(سابق صدر شعبہ فارسی دارالعلوم منظر اسلام بریلی)

پروگریسو بکس

۴۰-بی اردو بازار لاہور

فون: ۳۵۲۰۹۵

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ

اردو کا ادبی اور عام فہم ترجمہ

امام ہمام علامہ عصر مفسر و محدث عظیم مؤرخ یگانہ امام الحفاظ جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر سیوطی کی مشہور زمانہ تاریخ

تاریخ الخلفاء

(العالمیہ)

(جو خلافت راشدہ عہد بنی امیہ اور بنی عباس کی ایک مستند اور جامع تاریخ ہے) کا اردو ترجمہ

ایک بصیرت افروز محققانہ مقدمہ کے ساتھ

جو عہد بنی امیہ اور بنی عباس کی علمی و فکری تاریخ پر مشتمل ہے

از: ادیب شہیر

حضرت شمس بریلوی علیہ الرحمۃ

مصنف اور نگ زیب خطوط کے آئینے میں اور مترجم غنیۃ الطالبین

پروگریسو بکس (العالمیہ)

۴۰۔ بی، اردو بازار، لاہور

فون: ۷۳۵۲۷۹۵

Marfat.com

Marfat.com

فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ

امام احمد رضا اور انٹرنیشنل جامعات

(دائرہ معارف رضا، رضویات پر کام کی رفتار)

مرتبہ : سید وجاہت رسول قادری

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل

اسلامی جمہوریہ پاکستان

Marfat.com

فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ

امام احمد رضا اور انٹرنیشنل جامعات

(دائرہ معارف رضا، رضویات پر کام کی رفتار)

مرتبہ : سید وجاہت رسول قادری

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل

اسلامی جمہوریہ پاکستان

Marfat.com